إنما يخشى الله من عباده العلماء
یقینا اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ سے ڈرنے والے علماء ہیں

لیس من عالم الا وقد اخذ اللہ میثاق یوم اخذ میثاق النبیین (حدیث)

علماء کا کام اور مقام

مولانا امداد اللہ ابو حبیب اللہ غفرلہ
جامع مسجد ابو بکر صدیق سعید آباد کچگی روڈ پشاور

لیس العلم بکثرۃ الحدیث ولکن العلم عن کثرۃ الخشیۃ (ابن مسعود)

من لم یخش فلیس بعالم

ناشر
مکتبۃ المعارف
محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور شہر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ← علماء کا کام اور مقام

مصنف ← مولانا امداد اللہ صاحب

طبع اول ← نومبر 2001ء

تعداد ← 1000 ایک ہزار

کتابت ← تحمید اللہ صاحب

ناشر ← مکتبۃ المعارف محلہ جنگی پشاور باہتمام: محمد اسحاق پھندو پایان

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ دیوبند محلہ جنگی پشاور

(۲) مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی پشاور

(۳) مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

(۴) صادق کتب خانہ بیرون تبلیغی مرکز پشاور

(۵) مکتبہ مدینہ بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

(۶) صابر حسین شمع بک ایجنسی لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تقاریظ		۱۲	عالم کے چالیس گناہ اس سے	۱۳
۲	علمائے کرام کی فضیلت عام مؤمنین	۲	"	پہلے معاف ہوتے ہیں اور	"
"	سے سات سو درجہ زیادہ ہے	"	"	غیر عالم کا ایک گناہ	"
۳	اللہ سے ڈرنے والے علماء ہیں	۳	۱۳	اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما	۱۴
۴	پل صراط پر علماء کے چہروں کا	۵	۱۴	میری سے چالیس احادیث کو	۱۵
"	نور سورج کے نور کی طرح ہوگا	"	"	پہنچانے والا جنت میں میرا	"
۵	میں علم کا شہر ہوں ابوبکر صدیق	۶	"	رفیق ہوگا۔	"
"	اس کی بنیاد ہے	"	۱۵	عالم کی فضیلت ستر درجہ زیادہ	۱۶
۶	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن	۷	۱۶	ایک حرف لکھنا ہزار غلام	۱۷
"	علمائے کرام کو ایک جگہ جمع کریگا	"	"	آزاد کرنے سے بہتر ہے	"
۷	سب سے زیادہ سخی کون ہے	۸	۱۷	عالم کو سلام کرنا ہزار سال کی	۱۸
۸	عالم سے اللہ نے وعدہ لیا ہے	۹	"	عبادت سے افضل	"
۹	طالب علم کے لئے ملائکہ رحمت کی دعا	۱۰	۱۸	علماء کے ساتھ خیر و بھلائی کا اجر	۱۹
۱۰	شیطان پر ایک عالم ہزار	۱۱	۱۹	اے علماء میں نے تم کو اپنا علم	۲۰
"	عابدوں سے زیادہ سخت ہے	"	"	اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم	"
۱۱	انبیاء علیہ سلام کے بعد علماء	۱۲	"	کو عذاب دوں۔	"
"	شفاعت کریں گے	"	۲۰	علماء کا اکرام کرو مساکین سے	۲۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۰	محبت کرو اور والداروں پر رحم کرو	۲۱
۲۱	کسی عالم کے ساتھ ملاقات	۲۲
"	ایسا ہے جیسے میرے ساتھ ملاقات	"
۲۲	عالم اللہ کی زمین پر اللہ کا امین ہے	۲۲
۲۳	کسی عالم کیساتھ مصافحہ میرے	۲۳
"	ساتھ مصافحہ کرنے کی طرح ہے	"
۲۴	علماء اور انبیاء علیہ سلام کے	۲۴
"	جنت میں ایک درجہ کا فرق	"
۲۵	طالب العلم رکن الاسلام و یعطی	۲۵
"	اجرہ مع النبیین	"
۲۶	علماء کی مثال آسمان کے تاروں	۲۶
"	کی طرح ہے	"
۲۷	نوجوان دین کے طالب اور	۲۷
"	عابد کو ۷۲ صدیقین کا اجر ملیگا	"
۲۸	طالب علم کی رزق کی ذمہ داری	۲۸
"	اللہ تعالیٰ پر ہے	"
۲۹	ایک رکعت علم کیساتھ ایک	۲۹
"	ہزار رکعتوں سے بہتر ہے	"
۳۰	عالم کو دیکھنے پر اللہ تعالیٰ	۳۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۰	ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے	۳۰
"	عالم کو دیکھنا عبادت ہے	"
۳۱	تم پر لازم ہے کہ علم سیکھو	۳۱
"	علم مومن کا دوست ہے	"
۳۲	کتاب دیکھنا عابد کی ستر سال	"
"	کی عبادت سے بہتر ہے	"
۳۳	علم میں بحث کرنا جہاد ہے	۳۲
۳۴	جو شخص عالم کی موت پر	۳۳
"	غمگین نہ ہو وہ منافق ہے	"
۳۵	علم دین کا نصاب	۳۴
۳۶	ہر مسلمان مرد و عورت پر	۳۴
"	عقائد صحیحہ کا علم فرض ہے	"
۳۷	امام ابو حنیفہؒ، فقہ کی تعریف	۳۵
۳۸	من خرج فی طلب العلم فھو	۳۶
"	فی سبیل اللہ	۳۶
۳۹	دین کی بات دوسروں تک	۳۷
"	پہنچانے والوں کے لیے	"
"	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	"
۴۰	عالم اور عابد کے متعلق سوال	۳۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۱	رسول علیہ السلام کا دو مجلسوں پر گزر	۳۸	۵۲	اسلام کا صرف نام باقی ہوگا	۴۹
۴۲	علم والے اور غیر علم والے برابر نہیں	۴۰	۵۳	جہنم کی ایک وادی	۵۰
۴۳	علماء کی ہر زمانے میں توحید	۴۱	۵۴	اللہ کے نزدیک مبغوض ترین قاری	۵۱
.	کی شہادت دیتے رہیں گے	"	۵۵	بے عمل عالم پر علم کی لعنت	۵۲
۴۴	اللہ کی طرف سے خیر کا ارادہ	۴۲	۵۶	وہ عالم نہیں جو عامل نہیں	۵۳
۴۵	حافظہ کی خرابی گناہوں کی وجہ سے	۴۳	۵۷	اور علم کو نہ چھپاؤ	۵۴
۴۶	ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت	۴۴	۵۸	عالم کے لیے ایک منادی کی ندا	۵۵
"	سے افضل ہے	"	۵۹	مصابیح الارض	۵۶
۴۷	اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ	۴۵	۶۰	علماء دو قسم کے ہیں	۵۷
"	خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں	"	۶۱	دنیا سے بے رغبتی	۵۸
"	علماء کو زیادہ فرماتے ہیں	"	۶۲	آگ کے لگام	۵۹
۴۸	واذا اراد اللہ بقوم شرا	"	۶۳	علماء کرام کا فریضہ	۶۰
"	اکثر جہالہم	"	۶۴	ہر مسلمان پر تین چیزیں فرض	۶۱
۴۹	جن گھر والوں کے ساتھ اللہ خیر کا	۴۶	۶۵	بے عمل عالم کی مثال	۶۲
"	ارادہ فرماتے ہیں ان کے چھوٹے	"	۶۶	یہ کیا بات ہے کہ......	۶۳
.	اپنے بڑوں کا احترام کرتے ہیں	"	۶۷	دعوت کے بارے میں لمبی حدیث	۶۴
۵۰	علم کی طلب عبادت ہے اور	۴۷	۶۸	غیر علم والوں نے علم والوں سے	۶۵
"	اور اسمیں بحث کرنا جہاد ہے	"		کیا علم حاصل کیا ہے	"
۵۱	وعید اللعلماء	۴۹	۶۹	تین میں سے دو حصے دین مکمل کیا	۶۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷۰	بنی اسرائیل کا ایک آدمی	۶۶
۷۱	شیطان کا ساتھ نہ دو	۶۷
۷۲	آگ کی قینچی سے ہونٹ کاٹے	۶۸
"	جا رہے تھے۔	"
۷۳	یاتی علی الناس زمان القرآن	۶۹
"	فی واد وھم فی واد وغیرہ	"
۷۴	عمر رضی اللہ عنہ کا قول	۷۰
۷۵	اللہ کے نزدیک ناپسند عالم	۷۱
۷۶	علماء کو تو اللہ کے خزانوں سے	"
"	لینے کا طریقہ معلوم ہے	"
۷۷	عالم کا دنیا میں داخل ہونا عذاب	۷۲
۷۸	دنیا کا عالم اور آخرت کا جاہل	"
۷۹	قیامت کے سخت عذاب والا عالم	۷۳
۸۰	علمائے دین اگر اولیاء اللہ نہیں تو	۷۴
"	آخرت میں کوئی ولی نہیں	"
۸۱	مسجد میں لوگ حلقہ حلقہ	"
"	بیٹھیں گے دنیاوی اغراض کے لیے	"
۸۲	دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر	۷۵
۸۳	قیامت کے نزدیک ایک قسم کا طبقہ	۷۶
۸۴	اللہ کی رضا کا طالب	۷۷
۸۵	علماء کا عذاب دل کی موت	۷۸
۸۶	دنیا کے طالب کا آخرت	۷۹
"	میں کوئی حصہ نہیں	"
۸۷	بے عمل عالم کو کافروں سے	۷۹
"	پہلے عذاب ہوگا	"
۸۸	علم کی مثال وضو کی طرح	۸۰
"	اور وضو نماز کے لیے	"
۸۹	علم چھپانے والے پر مخلوق کی لعنت	۸۱
۹۰	منافق آدمی کی علامت	۸۲
۹۱	عالم کا استہزا کفر ہے	۸۳
۹۲	لوگوں کو ڈراتے ہو اور خود	۸۵
"	اپنے کو بھول جاتے ہو	"
۹۳	عالم سے وعدہ لیا گیا ہے	۸۸
"	قیامت میں پہلا فیصلہ	۸۶
۹۴	امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد	۸۹
۹۵	علم کے خزانے کی چابی	۹۰
۹۶	ایک واقعہ	۹۱
۹۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	۹۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۹۸	قیامت کے دن واعظ سے مطالبہ	۹۳	۱۱۶	رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی	۱۱۷
۹۹	روح بغیر شہادت کے نکلے گی	۹۴	۱۱۷	امام مہدیؑ کا ظہور	۱۱۸
۱۰۰	جاہل سے زیادہ کمینہ آدمی	۹۵	۱۱۸	بیعت کے بعد کا عرصہ	۱۱۹
۱۰۱	اے داؤدؑ! ایسے عالم کا حال پوچھو	۹۶	۱۱۹	امام مہدیؑ کے پاس شخص کا آنا	۱۲۰
۱۰۲	آخرت میں کام آنے والی مشغولی	۹۷	۱۲۰	خروجِ دجّال	۱۲۱
۱۰۳	حاتم اصمؒ کا ایک قصہ	۹۸	۱۲۱	دجال کا غصے میں بات کرنا	۱۲۳
۱۰۴	اللہ کے نزدیک شریف آدمی	۹۹	۱۲۲	نزولِ عیسیٰ علیہ سلام	"
۱۰۵	ابو حاتم رح کا عجیب قصہ	۱۰۲	۱۲۳	عیسیٰؑ کے سانس کی طاقت	۱۲۴
۱۰۶	یہ شہر تو فرعون کا شہر ہے	۱۰۵	۱۲۴	دجال کا قتل	"
۱۰۷	یحییٰ بن یزیدؒ کا خط	۱۰۶	۱۲۵	خروجِ یاجوج ماجوج	۱۲۶
۱۰۸	فتویٰ میں جلدی نہ کرو	۱۰۸	۱۲۶	یاجوج ماجوج کا مرجانا	۱۲۸
۱۰۹	علمائے آخرت کا حال	۱۰۹	۱۲۷	عیسیٰؑ کے قیام کا عرصہ	۱۲۹
۱۱۰	عمرؓ کا قول	۱۱۰	۱۲۸	خسف ہوگا اور دھواں اٹھے گا	"
۱۱۱	نوجوان فاسق اور عورتیں سرکش	۱۱۲	۱۲۹	مغرب سے طلوع آفتاب	۱۳۰
۱۱۲	اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا	۱۱۳	۱۳۰	دابۃ الارض کا خروج	"
۱۱۳	صبح کو مسلمان اور شام کو کافر	۱۱۴	۱۳۱	۱۲۰ سال کا عرصہ	۱۳۱
۱۱۴	کوئی سال دن ایسا نہیں	۱۱۵	۱۳۲	بدذات لوگ باقی رہ جائینگے	۱۳۲
"	آئیگا جس میں بعد والے برے سے برا	"	۱۳۳	دین دعوت سے پھیلا عبادت سے نہیں	۱۳۵
۱۱۵	مخالف طاقتوں کا غلبہ	۱۱۶	۱۳۴	احساس ذمہ داری	۱۳۸

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب دامت برکاتہ

جامعہ عثمانیہ پشاور

حضرت مولانا امداد اللہ صاحب نوجوان فاضل ہیں بحمد اللہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں فعال کردار کے مالک ہیں۔ موصوف کے علمی میدان میں آنے کا ذریعہ ہی دعوت و تبلیغ ہے اس لیے آپ موضوع کی نزاکت سے زیادہ واقف ہیں کہ بعض لوگ دیندار ہونے کے باوجود علماء کی عظمت سے بے خبر رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے بعض اعمال پر خوش فہمی کے شکار ہو کر علماء سے جوڑ اور رابطہ رکھنا یا ان کی محافل و مجالس میں حاضری غیر ضروری سمجھتے ہیں اس کا احساس لیکر مولانا صاحب نے اس پر روایات، اقوال جمع کر کے یہ بات واضح کی ہے کہ علماء کی تعظیم واجب ہے، ان سے دوری اور بعد خسران اور تباہی کا ذریعہ ہے کیوں نہ ہو کہ علماء حق سے رابطہ اور تعلق کے بغیر دین سے آگاہی مشکل ہے اگرچہ کتاب کی زبان قابل توجہ ہے تاکہ تذکیر و تانیث اور دوسری غلطیوں کا ازالہ ہو کر صاف بات قاری تک پہنچے اور جو حوالہ جات دی ہیں ان کے مراجع و ماخذ کے نقل کے اہتمام سے کتاب کی عظمت بڑھے گی، اللہ تعالیٰ مولانا امداد اللہ صاحب کی محنت اپنے دربار میں قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

۱۶/۱۲/۲۰۱۶ء

حضرت مولانا مفتی خالد صاحب احسانی صاحب عفرلہ

(مدرس) مدرسہ عربیہ شفیع مسجد تبلیغی مرکز پشاور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! اللہ کے فضل وکرم سے حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی کے اس رسالے کا بالاستیعاب مطالعہ کیا مسجد ودرس وتدریس وتبلیغ کی مشغولی کے باوجود یہ رسالہ لکھا احقر کی رائے میں آپکی یہ تالیف اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کتاب پر جس انداز میں مؤلف کی ہمت افزائی کی گئی ہے اس سے شاید یہ اندازہ لگانا غلط نہ ہوگا کہ مؤلف کو مقصد کے مطابق کتاب کو مرتب کرنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے الحمد للہ علی ذالک وتقبل منا لذالک. یقیناً علماء کرام اور عامۃ الناس کے لیے انتہائی مفید ہے. اکثر لوگ علماء کی مجالس سے محروم ہیں، انشاء اللہ جب علماء کے فضائل پڑھیں گے تو علماء کے پاس جا جا کر مسائل دریافت کریں گے جس کی وجہ سے ان کی جہالت دور ہوگی اور پورے دین پر چلنے کی اُمنگ پیدا ہوگی.

آج علماء اور پبلک کا آپسمیں تعلق نہ رہا یہ یہود ونصاری کی سب سے بڑی سازش ہے کیونکہ جتنے بھی ادیان باطلہ ہیں انکو معلوم ہے کہ علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے ورثاء ہیں اور نبی کا کام لوگوں کا تعلق اللہ کے ساتھ جوڑنا ہے اور اللہ کی طاقت وقدرت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا ہے نیز مادے اور غلط عقائد اور فاسد یقین کو دلوں سے نکالنا ہے، اور یہی کام حضرات علماء کرام کا ہے اسی بناء پر ادیان باطلہ والے اس کوشش میں ہیں کہ علماء کے ساتھ عامۃ الناس کا تعلق نہ ہو جب علماء کے ساتھ تعلق نہ ہوگا تو از خود مادے کا یقین اور اللہ کے غیر کا یقین دل میں گھستا چلا جائیگا اور جب مادے کا یقین دل میں گھس جائیگا تو یہ دنیا کی زندگی کے سنوارنے میں لگ جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے اندر بزدلی سستی پیدا ہوجائیگی اور جب بزدلی پیدا ہوجائیگی تو اللہ تعالی کی بجائے غیر اللہ کا خوف پیدا ہوجائے گا اور جب اللہ کے غیر کا خوف پیدا ہوجائے تو ان کو جسطرح چاہو استعمال

کرو۔

بہرحال حضرت مولانا امداد اللہ صاحب کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اتنی محنت کے بعد یہ رسالہ تیار کیا اور حضرت کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع و مفید بنائیں اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر پورے عالم کے انسانوں کے لیے ہدایت کا سبب و ذریعہ بنائیں۔

بندہ خالد صابر احسانی

(مدرس) مدرسہ عربیہ شفیع مسجد

۲۰۰۱/۱۰/۶ بروز ہفتہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق عفی عنہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اللہ تعالیٰ نے جب سے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا ہے اس وقت سے انسانیت کی اصلاح وفلاح کے لیے حضرات انبیاء کرامؑ کا سلسلہ جاری فرمایا چنانچہ یہی حضرات انبیاء انسانیت کے اصلاح کا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے صدقہ حضرات انبیاء کرامؑ کا سلسلہ ختم فرمایا تو اب قیامت تک یہی فریضہ حضرات علماء کرام انجام دیتے رہیں گے، اس لیے حضرات علماء کرام کو انبیاء کرامؑ کا وارث قرار دیا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی سے کامل استفادہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے پورے مناقب وفضائل آدمی کے سامنے نہ ہوں۔

الحمد للہ فاضل مؤلف نے اپنی اس کتاب میں اس بات کی کوشش فرمائی ہے کہ علمائے کرام کے فضائل ومناقب عامۃ الناس کے سامنے آسکیں اور علمائے کرام کے سامنے ان کی ذمہ داری پوری طرح واضح ہو سکے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشے آمین۔

محمد اسحاق عفی عنہ

(فاضل متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالافتاء مدرسہ دارالقرآن رحیم آباد (سوات)

۲۱/۷/۱۴۲۲ھ

حضرت مولانا ابو یاسر صدیق احمد صاحب عفی عنہ

یہ کتاب ایک ایسے موضوع پر لکھی گئی ہے جس میں علم و اہلِ علم کی فضیلت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں بحمد اللہ تعالیٰ ہر زبان میں موجود ہیں اس لیے کہ تمام صلحاء و اولیاء کرام اور علمائے دین کے فضائل و مناقب اور ان کے واقعات انسان کو راہِ راست دکھانے اور انہیں دینی انقلاب پیدا کرنے کے لئے اکسیر ہیں، علماء دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علوم نبوت کے وارث اور حاملین ہیں، جو آپ کی تعلیمات کو تمام دنیا اور اپنے زن و فرزند اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے، آپ کے پیغام کو اپنی جانیں دیکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے والے ہیں۔

حاملینِ علومِ نبوت کا اسلام اور شریعت اسلامیہ میں ایک خاص مقام ہے، فاضل مؤلف جناب مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے زیرِ نظر کتاب میں اس بات کی سعی فرمائی ہے کہ علماء دین کے فضائل و مناقب کو نئی نسل تک پہنچا سکے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فاضل مؤلف کو اس کا بہتر صلہ عطاء فرمائے اور تمام قارئین کو اس سے کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشے اور ملتِ اسلامیہ کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین؟

ابو یاسر صدیق احمد عفی عنہ
مہتمم مدرسہ دار القرآن رحیم آباد (سوات)

[signature] ۱۴۲۱/۷/۲۱ھ

یہ قاعدہ ہے کہ جس کام کے فضائل زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر اس میں ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں جس کا مرتبہ اونچا ہوتا ہے اسی کے بقدر اس کے ذمہ حقوق بھی ہوتے ہیں جو منصب جتنا اونچا ہوتا ہے اُتنا ہی وہ قابلِ مواخذہ بھی ہوتا ہے جن کاموں میں نفع زیادہ ہوتا ہے ان میں ادنیٰ بے احتیاطی سے نقصان اور خسارہ بھی اس کے بقدر ہوا کرتا ہے۔

قرآنِ پاک اور احادیث میں علم اور علماءِ کرام کے جو فضائل ذکر ہیں اور علماءِ کرام کو اللہ تعالیٰ نے جو اُونچا مرتبہ و مقام عطا فرمایا ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوتاہی ہو تو اس پر مواخذہ بھی اسی کے بقدر ہو۔ ایک عام آدمی چوری کرے تو اس کا جُرم مُسَلَّم ہے مگر پولیس کا آدمی جب کہ وہ ڈیوٹی پر ہو وہ چوری کرے تو وہ بڑا جُرم قرار دیا جاتا ہے اور اگر پولیس انسپکٹر چوری کرے تو اسکو بھی بڑا جرم سمجھا جاتا ہے، اسی طرح چونکہ علماءِ کرام کا مرتبہ بہت اُونچا ہے ان کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے اسی لیے ان کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں۔ اور ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں پر پکڑ بھی سخت ہیں اور ان کی بے احتیاطی اور اپنے اعلیٰ منصب کی ناقدری سے اور ان کی مال طلبی اور جاہ طلبی سے عام افرادِ امّت کا بڑا نقصان بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْكُفَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ الْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْعُلَمَآءِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ ۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جہنم کی آگ سے اور کفار کے شر سے اور جبار کے غضب سے، اور عزت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور علماء اور مومنین اور مومنات کے لیے۔

سورۃ مجادلہ آیت نمبر ۱۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۔

سورۃ مجادلہ آیات نمبر ۱۱

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میں ایمان والوں کے لیے درجہ ہے مگر جو علم والے ہیں ان کے لیے بہت بلند درجات ہیں یعنی آخرت میں ان کا مقام بہت اونچا ہے

ف ، سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ علماء کرام کی فضیلت عامۃ المومنین سے سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے جو پانچ سو برس میں طے ہو۔ (احیاء)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب یعنی تلاش کے لئے کہیں جانا عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں قربت ہے اس لیے علم جائز ناجائز کے پہچاننے کی کسوٹی ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے والا ہے

اور سفر کا ساتھی ہے کہ کتاب دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح تنہائی میں ایک محدث ہے خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں کے لیے ہتھیار ہے
حق تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک جماعت علماء کرام کو بلند مرتبہ
عطا فرماتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشانِ قدم پر چلا جاتے اور ان کے افعال کا اتباع کیا جاتے ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتے فرشتے ان سے دوستی کرنے کی رغبت رکھتے ہیں اپنے پروں کو برکت حاصل کرنے کے لیے یا محبت کے طور پر ان پر ملتے ہیں اور ہر تر اور خشک چیز دنیا کی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور تک بھی دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور یہ سب اِس لیے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ اُمّت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اس سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حرام حلال کی پہچان ہوتی ہے وہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کا تابع ہے سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں ۔ فضائلِ ذکر" ایک آیت میں ارشاد ہے کہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا "سورۃ فاطر" یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جو علماء ہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت علماء کا وصف خاص اور لازم ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ غیر عالم میں اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لیکن جتنا علماء ڈرتے ہیں اتنا غیر عالم نہیں ڈرتے ۔

فضائل العلماء

ذُكِرَ فِي بعضِ الأخبارِ أنَّ العُلَماءَ إذا أَتوا إلى الصراط تكونُ
وجوهُهُم كالشمس الضاحية وأنوارُهُم بينَ أيديهم
وبيدِ كل عالم مِنهُم لواءٌ مِن نورِ الجنَّة يُضِيءُ له مسيرة
خمسمائة عام وتحت لواء العالم كل مَنْ اقتدى بعلمه وكل من
أحبه في الله ومُنادٍ يُنادِي هؤلاءِ أحباء الله هؤلاءِ أولياء الله
هؤلاءِ الذِيْنَ خلفوا الأنبياء هؤلاء الذين علموا عباد الله
هؤلاء الذين دعوا إلى الله هؤلاء الذين حفظوا حدود الله هؤلاء
مصابيح الدُجى هؤلاء أئمة الهُدى فإذا دنوا من الصراط يوضع
على رأس كُلِّ واحدٍ مِنهُم تاج من نورِ الجنة لَوْ وضع ذلك
التاج في السَّماء السَّابعة العُليا لخرقَ نوره إلى الأرض السابعة
السفلى ويكسي كُلَّ واحِدٍ منهُم حلة من حلل الجنة لو
نشرت تلك الحلة بين السماء والارض لخطّى نورها نورَ الشمس و
لماتَ الخلائق كلهُم عشقاً إلى رؤيتها ولملأت الأرض والبحار
من رائحة المسك وينزل على رأس كل واحدٍ منهُم غمامة من نور
تقيه مِن حرِّ شر جهنم ومن حرِّ الشمس وأنشد واء

كتاب بستان الواعظين ورياض السامعين للإمام ابي الفرج عبدالرحمن بن ابي
الحسن علي بن محمد بن محمد بن الجوزي القريشي التيمي البكري الحنبلي المتوفى سنة ٥٩٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالرحمٰن بن ابوالحسن سے روایت ہے عبدالرحمٰن نے ارشاد فرمایا کہ بعض روایات میں ہے کہ علمائے کرام جب پُلِ الصراط پر آئیں گے تو ان کے چہروں کا نُور سورج کی چمک کی طرح ہوگا اور ان کا نور ان سے آگے ہوگی اور ہر عالم کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوگا جو جنت کے نُور کا ہوگا اس کی روشنی پانچ سو۵۰۰ سال کے فاصلے پر ہوگی. اور اس جھنڈے کے نیچے یعنی اس عالم کے جھنڈے کے نیچے ہر وہ شخص ہوگا جس نے اس عالم کی حق بات کی اقتدار کی ہو اور جس نے اُس سے محبت کی ہو اللہ تعالیٰ کے لیے' اور ایک آواز دینے والا آواز دے گا یہ ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے' اور اللہ تعالیٰ کے دوست تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء علیہ السلام کے خلفاء تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا دین سکھاتے تھے. اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کرتے تھے اور یہ آسمان کے ستارے تھے اور ہدایت کے آئمہ تھے پس جب پُلِ صراط کے قریب ہو جائیں گے تو ہر ایک عالم کے سر پر جنت کے نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا اگر یہ تاج سات آسمانوں کے اُوپر رکھ دی جائے تو اس کا نُور ساتوں زمینوں کو روشنی کر دے گی. اور ہر عالم کو جنت کے سونے کے زیور پہنائے جائیں گے اگر اس نُور کے زیور کو آسمان اور زمین کے درمیان کھولا جائے تو اِس نُور کی وجہ سے سورج کی روشنی چھپ جائے اور اس کے دیکھنے سے سب مخلوق عشق سے مر جائیں. اور اس کی خوشبو سے زمین بھر جائے گی، اور سمندر بھی خوشبو سے بھر جائے گا. اور ہر عالم کے سر پر نور کا بادل ہوگا جو اس کو سورج اور جہنم کی گرمی

سے بچائے گا۔

(١) عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ سَعِیْد رضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ أَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَأَبُوْ بَکْرٍ أَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا لَا تَقُوْلُنَّا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعَلِیٍّ وَعُثْمَانَ اِلَّا خَیْرًا۔

مسند فردوس جلد نمبر ١، صفحہ نمبر ٤٢

سیدنا عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں، اور اس کی بنیاد ابوبکر صدیق ؓ ہے اور عمرؓ اس کی چار دیواری ہے اور عثمانؓ اس کی چھت ہے اور علیؓ اس کا دروازہ ہے تو تم مت کہو ابوبکرؓ اور علیؓ اور عثمانؓ رضی اللہ عنہم کے بارے میں مگر خیر کی بات۔

ف : اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین کی مثال ایک شہر سے دی ہے یعنی علم ایک شہر ہے ایک کمرہ کی طرح اور علم ایک مکان ہے اور مکان انسانوں کے رہنے کے لیے ہوتا ہے اور انسان جب ایک مکان میں ہو تو محفوظ ہوتا ہے اور بغیر مکان کے غیر محفوظ ہوتا ہے اس لیے جن لوگوں کے پاس دین کا علم نہیں ان کا شیطان سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے بلکہ بعض اوقات تو غیر عالم شخص خود اس کا دوست اور شیطان کی طرح پورا ایک شیطان بن جاتا ہے اس لیے تو حدیث شریف میں ارشاد ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد، شیطان پر ایک عالم ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے یعنی شیطان علم والوں سے ڈرتا ہے اور غیر عالم والوں سے نہیں ڈرتا۔ اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ مکان جو انسانوں کے لیے امن اور حفاظت کی جگہ ہے

اس کی بنیاد ابوبکر صدیقؓ اور چار دیواری عمرؓ، اور چھت عثمانؓ اور علیؓ دروازہ ہے ان سب کا اتباع کرنا نجات ہے اور اس حدیث شریف میں ان چاروں کا مقام ترتیب سے ارشاد فرمایا یعنی ابوبکرؓ اول، عمرؓ دوسرا، عثمانؓ کا نمبر تیسرا، اور علیؓ کا چوتھا نمبر۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کا اتباع نصیب فرمائے آمین"

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَمْ أَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ بِكُمُ الْخَيْرَ إِذْهَبُوْا إِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ۔

(مسند امام ابوحنیفہؒ)

سیدنا عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کرام کو ایک جگہ جمع کرے گا اور ان سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں حکمت یعنی قرآن اور حدیث کا علم اس لیے رکھا تھا کہ میں تمہارے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتا تھا تو جاؤ جنت میں، میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے جو تم پر تھے۔

ف: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر ان میں سے علماء کرام کو چھانٹے گا اور ان کو خطاب فرمائے گا کہ اے علماء کرام کی جماعت میں نے جان کر تم کو علم دیا تھا اور اس کے لیے علم نہیں دیا تھا کہ تم کو عذاب دوں پس جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کے لیے کرسی عدالت پر ہو گا تو علماء سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تم کو علم و حکمت سے

اس لیے نوازا تھا کہ تمہارے جو کچھ گناہ ہوں سب کو معاف کر دوں اور میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو آدمی علم میں آگے بڑھے مگر دنیا میں زہد میں ترقی نہ کرے تو یہ اللہ کے ذات سے دُور ہوتا جائے گا۔

(۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ آدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهٗ اَوْقَالَ اُمَّةً وَاحِدَةً۔ (مشکوٰۃ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سخاوت کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی کون ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب بہتر جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے اور میں بنی آدم میں سب سے بڑا سخی ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور پھر اسے پھیلایا وہ شخص قیامت کے دن ایک امیر ہوگا یا ایک اُمت ہوگا۔

فائدہ: ارشاد فرمایا سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے کہ دوست اور دشمن سب کو رزق دیتا ہے پھر انسانوں میں سب سے بڑا سخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر عالم ہے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جس نے مال خرچ کیا لوگوں کو کھانا کھلایا، بلکہ یہ فرمایا کہ سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جس نے دین

کا علم سیکھا اور پھر پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین سکھا دے اور پھر پھیلانے کی توفیق دیدے اور آخر میں پھر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ مانند آئے گا کہ وہ کسی کے تابع نہیں ہوگا بلکہ اس کے تابع اور لوگ ہوں گے یا یہ فرمایا کہ وہ ایک جماعت کی مانند ہوگا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معزز و محترم ہوگا۔

(۴) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَالِمٍ اِلَّا وَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَهٗ يَوْمَ اَخَذَ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ يَرْفَعُ عَنْهُ مَسَاوِيَ عَمَلِهٖ بِمَجَالِسِ عِلْمِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ۔

(کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۷۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا ان سے گناہ ان کے علم کی مجلس کی وجہ سے ہٹ جاتا ہے یعنی علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا ہے مگر ان کی طرف وحی نہیں ہوتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قرآنِ پاک میں

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

(سورۃ آل عمران ۸۱)

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا انبیاء علیہ السلام سے کہ جو کچھ تم کو کتاب اور علم شریعت سے دوں اور پھر تمہارے پاس کوئی اور نبی آویں جو موافق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول کی رسالت پر دل سے اعتقاد بھی

کرنا اور اس کی مدد بھی کرنا۔

فائدہ: جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا اس طرح علماء سے بھی وعدہ لیا تھا کہ تم بھی ایک دوسرے کی مدد کی تائید کرو اور جو ایسا نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کی خلاف ورزی کی۔

اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ علماء کرام اور انبیاء کرام علیہم السلام کا کام ایک ہے یعنی دین کی اشاعت کرنا اور لوگوں پہ محنت کرنا اور آپس میں محبت رکھنا' اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت نصیب فرمائے۔

⑤ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا یَطْلُبُ الْعِلْمَ صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلَائِکَۃُ وَبُوْرِکَ لَہٗ فِیْ مَعِیْشَتِہٖ وَلَمْ یَنْتَقِصْ مِنْ رِزْقِہٖ وَکَانَ مُبَارَکًا عَلَیْہِ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰، صہ ۱۹۲

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے صبح کیا اور دین کے علم طلب کرنے میں لگا تو اس کے لیے رحمت کے فرشتے دعا کرتے ہیں اور اس کی زندگی میں برکت ہوتی ہے اور اس کا رزق کم نہیں ہوگا اور اس پر برکت ہوگی۔

فائدہ: جو شخص روزانہ دین سیکھ رہا ہو تو اس کے لیے ملائک رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اس کی زندگی میں برکت ہوتی ہے' یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عقل کہتا ہے کہ دنیا کے کام نہ کرنے سے رزق میں کمی ہوگی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے رزق میں کمی نہیں ہوگی بلکہ صرف رزق میں نہیں پوری زندگی میں برکت ہوگی۔ ان فضائل میں اس امت کا ہر

فرد داخل ہے جو دین کو سیکھ رہا ہو اور ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کر رہا ہو اس لیے کہ دین سیکھنا تو صرف مقصد نہیں بلکہ تبلیغ بھی ساتھ مقصد ہے جیسا وضو خود مقصد نہیں بلکہ وضو نماز کے لیے ہے اس طرح علم بھی عمل اور تبلیغ کے لیے ہے اگر تبلیغ نہیں تو عمل بھی نہیں، اس لیے ارشاد ہے پہنچاؤ میری طرف سے اگر ایک آیت یعنی ایک بات یا حدیث ہو۔

(۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان پر ایک فقیہ عالم ایک ہزار عابد ولی سے زیادہ سخت ہے۔

فائدہ: فقیہ اس عالم کو کہتے ہیں جو علم دین میں پوری طرح سمجھ رکھتا ہو اس کا علم بہت وسیع اور گہرا ہو نظر و فکر اور تجربہ کی دولت سے سرفراز ہو چونکہ علماء کرام اپنے علم و بصیرت کی وجہ سے شیطان کی کوششوں کو ناکام بنادیتے ہیں اور شیطان کے مکر و فریب کو جانتے ہیں جبکہ غیر عالم عبادت گزار نہیں جانتا اس لیے شیطان کے لیے ایک فقیہ کا وجود ہزار عابدوں کی نسبت زیادہ سخت ہے بے علم عابد کو بہکانا شیطان کے لیے زیادہ آسان ہے علماء اپنے علم کی وجہ سے خود بھی شیطان کے عقائد کو جانتے ہیں اور ان سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچاتے ہیں کوشش کرتے ہیں اس لئے شیطان کے لیے بھاری ہونا تو ظاہر ہے اس لیے جو لوگ خود عالم نہیں ان کو چاہیئے کہ علماء کی صحبت

زیادہ سے زیادہ اختیار کریں اور ان سے مسائل پوچھتے رہا کریں اس طرح شیطان کو ان کے بہکانے کے لیے راستہ نہیں ملے گا ورنہ جو لوگ علماء سے بے نیاز ہو کر اپنی مرضی سے عبادت وغیرہ اعمال میں لگتے ہیں وہ بہت خطرہ میں ہوتے ہیں نامعلوم شیطان کب اور کس طرح ان کو بہکا دے گا۔

(۷) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے۔

تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا۔

(دارمی)

رات کو تھوڑی دیر کا سیکھنا سکھانا ساری رات نفل نمازوں میں مشغول رہنے سے بہتر ہے۔

(۸) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مسئلہ سیکھ لوں یہ مجھے ساری رات نفلوں میں قیام سے زیادہ محبوب ہے۔

۹ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔

(رواہ ابن ماجہ)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی ایک انبیاء علیہم السلام دوسرے علماء اور تیسرے شہداء۔

فائدہ: امام غزالیؒ نے ارشاد فرمایا اس حدیث سے علم کا نہایت بڑا مقام ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد اور شہادت سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے باوجود یہ کہ شہادت کی فضیلت میں بہت روایات وارد ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ عابدوں

اور مجاہدوں کو جنت میں داخلہ کی اجازت مرحمت فرمائیں گے اور علماء کو اس وقت تک دخولِ جنت کی اجازت نہیں ملی ہوگی تو علماء عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمارے علم کی برکت سے تو یہ لوگ عابد اور مجاہد ہوتے پھر ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخلہ کی اجازت کی کیا وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی طرح ہو تم سفارشیں کرو تمہاری سفارشیں قبول کی جائیں گی چنانچہ علماء سفارشیں کریں گے اس کے بعد خود جنت میں داخل ہوں گے (احیاء العلوم)

(۱۰) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِیَارُ اُمَّتِیْ عُلَمَاؤُھَا وَخِیْرُ عُلَمَاءِھَا رُحَمَاؤُھَا اَلَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِلْعَالِمِ اَرْبَعِیْنَ ذَنْبًا قَبْلَ اَنْ یَغْفِرَ لِلْجَاھِلِ ذَنْبًا وَاحِدًا اَلَا وَاِنَّ الْعَالِمَ الرَّحِیْمَ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاِنَّ نُوْرَہٗ قَدْ اَضَاءَ یَمْشِیْ فِیْہِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کَمَا یُضِیْءُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ

(کنز العمال صفحہ ۱۵۲ جلد نمبر ۱۰)

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے زیادہ بہتر علماء ہیں اور علماء میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہیں جو میری اُمت پر رحم کرنے والے ہوں اور خبردار یقیناً اللہ تعالیٰ عالم کے چالیس گناہوں کو اس سے پہلے معاف کرتے ہیں کہ غیر عالم کے ایک گناہ کو معاف کردے اور خبردار یقیناً وہ عالم جو انسانوں پر رحم کرنے والا ہو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نور اتنا ہوگا کہ اس کے نور میں لوگ چلیں گے یعنی مشرق سے مغرب تک اور اتنا روشن ہوگا جیسے ایک روشن ستارہ۔

فائدہ : اِس حدیث میں صاف بیان فرمایا ہے کہ انسانوں میں انبیأ علیہم السلام کے بعد اور اِس اُمت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد علمار کرام کا مقام ہے اور وہ سب انسانوں میں بہتر ہیں پھر ان میں سب سے زیادہ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت پر رحم کرنے والا ہو اُمت پر رحم کرنے میں سب سے زیادہ رحم یہ ہے کہ اُن کی آخرت کی فکر کی جائے۔ اس دور میں دین سے بہت غفلت ہے اور بہت دوری ہے اگر علمار کرام ان کی فکر نہ کریں تو کون ہے جو اس اُمت کے ہر فرد کی فکر کرے انبیار علیہم السلام کا آنا بھی بند ہوگیا ہے اب یہ فکر صرف علما رکے ذِمّے ہے اور اس کے بعد اور مسلمانوں کے ذِمّے ہے کہ اور وں پر رحم کریں تو اُن کو بھی یہ ثواب ملے گا۔

(۱۱) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَسُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ۔

کنز العمال ص ۲۲۱ جلد ۱۰

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ میرے خلفار پر رحم فرما جو میرے بعد آنے والے ہیں جو میری روایات اور میری سنتوں کو چاہتے ہیں اور پھر دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ : اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اے اللہ! میرے خلفار پر رحم فرما جو میرے بعد آنے والے ہیں اور میری روایات اور میری سنتوں کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں دیکھو پہنچانے والوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اِس میں علمار کے ساتھ دعوت و تبلیغ کرنے والے بھی داخل ہیں۔

(۱۲) عَنْ اَبِي مَسْعُوْد رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا قِيْلَ لَهٗ ادْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ۔

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جس نے چالیس احادیث کو یاد کیا جس سے اللہ تعالیٰ ان کو نفع دے تو ان کو ارشاد ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۱۳) عَنْ جَابِر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنْ سمرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ترك اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا بَعْدَ مَوْتِهٖ فَهُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

کنز جلد نمبر ۱۰ ص ۲۲۶

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری چالیس احادیث کو مرنے کے بعد چھوڑ دیے تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

فائدہ: ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے چالیس احادیث مرنے کے بعد چھوڑ دیے تو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ جب چالیس احادیث کے یہ فضائل ہیں تو جس نے ہزاروں لاکھوں احادیث کو چھوڑ دیا ہو اس کا کتنا اونچا مقام ہوگا۔

۱۴ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جس نے چالیس احادیث کو یاد کر لیں تو دین

أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَ كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صـ ۲۲۴

کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دِن علمار کرام میں سے اُٹھائے گا اور میں اُس کے لیے شفاعت بھی کروں گا اور گواہی بھی دوں گا کہ یہ عالِم ہے۔

(۱۵) عَنْ انسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقِیْھًا عَالِمًا

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صـ ۲۲۴

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اُمت میں سے چالیس احادیث کو یاد کیا دین کے بارے میں، تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن علمار میں سے اُٹھائے گا۔

(۱۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْمَا یَنْفَعُھُمْ اَمْرِ دِیْنِھِمْ بُعِثَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْعُلَمَآءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ سَبْعِیْنَ دَرَجَۃً اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ :

(کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۲۴)

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں جس نے چالیسؔ احادیث کو یاد کیا جس سے دین کے کاموں میں ان کو نفع ہو تو یہ شخص قیامت کے دِن علمار کرام کے ساتھ ہوگا اور عالِم کی فضیلت عابد پر ستر درجہ زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ دو۲ درجوں میں کتنا فاصلہ ہے۔

فائدہ : ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس چالیس احادیث کے فضائل کے ترغیب دینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں شوق پیدا ہو جائے ورنہ صرف چالیس احادیث کو سیکھنا مقصود نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ انسان روزانہ علم دین کو سیکھے اور جتنا ہو سکے زیادہ سے زیادہ سیکھے اور دوسروں کو سکھائے ایک حدیث میں ارشاد ہے طَالب العلم أفضلُ عِندَ اللهِ تَعالىٰ مِنَ المجاهد في سبيل الله . یعنی طالب علم اللہ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے اور ایک روایت میں ارشاد ہے طَالبُ العلم بيْنَ الجهالِ كالحيّ بين الأموات طالب علم جاہلوں میں اس طرح ہے جس طرح مُردوں میں زندہ ۔ اِن احادیث کو خود سیکھنا بھی ہے اور دوسروں کو سکھانا بھی ہے ان احادیث کو سیکھنے اور سکھانے کا مقصد یہی ہے کہ قیامت کے دن میرے ہر امتی کو اتنا اجر ملے جتنا علماء کرام کو ملے گا۔

⑰ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ يَا اِبْنِ مَسْعُودٍ جلوسك سَاعةً فِي مَجْلِسِ الْعِلمِ لَا تمسّ قلماً وَلَا تكتب حرفاً خير لك مِنْ عِتقِ الف رقبةٍ وَنظرك اِلىٰ وجهِ العَالم خيرلك مِنْ الف فرسٍ تصدقت بها فِي سبيل الله وَسلامك على العالم خير لك مِنْ

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا علم کی مجلس میں بیٹھنا اور ایک حرف لکھنا اور سیکھنا یہ آپ کے لیے اس سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہزار غلام آزاد کریں۔ اور ارشاد فرمایا کہ آپ کا عالم کے چہرے کو دیکھنا اس سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہزار گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کریں ۔ اور آپ کا

عِبَادَۃُ اَلْفِ سَنَۃٍ | عالم کو سلام کرنا اس سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہزار سال عبادت کرے۔

کتاب لباب حدیث

فائدہ: علمِ دین کے ایک حرف لکھنے پر اتنا ثواب ہے تو دین کی پوری کتابوں کے سیکھنے اور پڑھنے اور اس پر عمل کرنے پر کتنا ثواب ہوگا اور عالم کو محبت اور شفقت سے دیکھنا ایک ہزار گھوڑوں کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے یہ ثواب تو عالم کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے کا ہے تو جو شخص عالم کی خدمت کرے اور جو عالم کے ساتھ دین کے کاموں میں مدد کرے تو اس کو تو یقیناً بہت بڑا اجر ملے گا۔ اور عالم کو اس لیے محبت سے دیکھنا ہے کہ اس کے پاس دین کا علم ہے وہ دین جس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت میں کامیابی کے وعدے ہیں اگر عالم نہ ہو تو دین کس سے سیکھنا ہوگا اس لیے علماء کا اکرام کرنے اور محبت سے دیکھنے پر اتنا اجر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد سنا ہے کہ جب عالم بیان کے لیے بیٹھ جائے جس میں بیہودہ یعنی فضول بات نہ ہو تو اس کی ہر ایک بات پہ جو اس کی زبان سے نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس کے لیے اور سننے والوں کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایسی حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کی مغفرت کرتی ہے ثُمَّ قَالَ لَهُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ "لباب الحدیث پھر فرمایا کہ یہ ایسی قوم ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا"

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے دین قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے صرف بیان کرنے پر اتنا اجر اور ثواب مقرر فرمایا ہے تو عمل پر کتنا ثواب اور اجر ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے لیے دین پر عمل کرنا آسان فرمائے۔ آمین!

(۱۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الْعُلَمَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَمْ اَجْعَلْ حِکْمَتِیْ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اِلَّا وَاَنَا اُرِیْدُ بِکُمُ الْخَیْرَ اِذْهَبُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ عَلٰی مَا کَانَ مِنْکُمْ

مسند امام ابو حنیفہ" کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صـ ۱۴۳

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علمائے کرام کو ایک جگہ جمع کرے گا اور ان سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں حکمت یعنی قرآن اور سنت کا علم اس لیے رکھا تھا کہ میں تمہارے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتا تھا تم جاؤ جنت میں، میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے جو تم سے ہوئے۔

فائدہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر ان میں علماء کو چھانٹے گا اور ان کو خطاب فرمائے گا کہ اے علماء کی جماعت میں نے جان کر تم کو علم دیا تھا اور علم اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم کو عذاب دوں پس جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کے لیے کرسی عدالت پر ہوگا تو علماء سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تم کو علم و حکمت سے اس لیے نوازا تھا کہ تمہارے جو کچھ گناہ ہوں سب کو معاف کر دوں اور میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت

الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يُمَيِّزُ الْعُلَمَاءَ فَيَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ اِنِّیْ لَمْ اَضَعْ فِيْكُمْ عِلْمِیْ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُعَذِّبَكُمْ اِذْهَبُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

کے دن اپنے بندوں کو اُٹھائے گا اور علمار کرام کو علیحدہ کرے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ اے علمار کی جماعت میں نے اپنا علم اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم کو عذاب دوں جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کردی۔

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۱۴۳

اور ایک روایت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ اے علمار کی جماعت میں نے تمہیں علم نہیں دیا تھا مگر اپنی معرفت کے لیے، اب اس حال میں کھڑے ہو جاؤ کہ میں نے تمہاری مغفرت کردی۔

فائدہ: اس حدیث میں علم اور علمار کرام کا مقصد بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے تمہیں علم نہیں دیا تھا مگر اپنی معرفت کے لیے دیا تھا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانا ہے اور جب تعلق بن جائے تو سارے کام آسمان میں اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلے تعلق بنانے والا بھی عالم ہی ہو سکتا ہے اس لیے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہوتے ہیں۔ لہٰذا اپنا تعلق بھی بنانا ہے اور دوسرے انسانوں کا تعلق بھی اللہ سے بنانا ہے اگر ہمارا تعلق اللہ سے نہ ہو تو اور انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح بنائیں گے اس لیے عوام کو تو علمار کرام کی تابعداری کا حکم ہے اس لیے ارشاد ہے

(۱۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ سُرُجُ الدُّنْیَا وَمَصَابِیْحُ الْاٰخِرَۃِ

مسند فردوس جلد ۱ ص ۱ وفیہ الکلام

فرمایا کہ علماء کی تابعداری کرو یقیناً یہ دنیا میں چراغ ہیں اور آخرت میں ستارے ہیں

فائدہ: یعنی ان کے پاس علم کا نور ہے جس سے لوگ حق اور باطل کی پہچان کر سکتے ہیں اور ایک روایت میں ارشاد ہے۔

(۲۰) عَنْ اَبُوْدَرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ وَوَقِّرُوْھُمْ وَارْحَمُوا الْاَغْنِیَاءَ وَاعْفُوْا عَنْ اَمْوَالِھِمْ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۱۲۴

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء کا اکرام کرو اور مساکین کے ساتھ محبت کرو اور ان کے ساتھ بیٹھا کرو اور مالداروں پر رحم کرو اور ان کے مالوں کو نہ دیکھو اور ان پر چھوڑ دو۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء کرام کا اکرام واحترام کا حکم ہے ویسے تو ہر مسلمان کا اکرام و احترام ضروری ہے لیکن علماء کرام کا تو بہت ضروری ہے اس لیے کہ علماء کا تو نام لیا گیا ہے اور مساکین کے ساتھ محبت کرو اور ان کے ساتھ بیٹھا کرو اور مالداروں پر رحم کرو اس لیے کہ یہ لوگ بہت مصیبتوں میں گرفتار ہیں، اور ان کی مالوں کو ان پر چھوڑ دو ان کا طمع نہ کرو آج کل ہم لوگ تو مالداروں کے اکرام اور احترام کرتے ہیں لیکن صرف دنیا کے لیے ایک حدیث میں ارشاد ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِیٍّ لِغِنَاہُ فَقَدْ ذَھَبَ ثُلُثَا دِیْنِہٖ "منبہات ابن حجر" ترجمہ جس نے مالدار آدمی کے سامنے مالداری کی وجہ سے تواضع کیا۔ یعنی مالداری کی وجہ سے ان کا اکرام کیا کہ اس سے میری کچھ حاجت پوری ہو جائے تو اس سے تین حصہ دین میں سے دو حصہ نکلا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے کہ ان پر رحم کرو اور ہم ان کے پیچھے مال کے لیے اکرام اور احترام کرتے ہیں

۲۱ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ فَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَعَنْهُ أَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ ۔

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۵۰

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علماء کرام کا اکرام کرو یقیناً یہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور جس نے علماء کا اکرام کیا تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام کیا۔ اور اسی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علماء کا اکرام کرو اس لیے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

(۲۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَالِمُ أَمِينُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْأَرْضِ ۔

مسند فردوس جلد ۳ صفحہ ۴۷

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے یعنی امانتدار ہے۔

فائدہ: یہ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام امانتدار تھے دین کے بارے میں اور دنیاوی معاملے میں بھی۔

(۲۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَقَدْ زَارَنِي وَمَنْ زَارَنِي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی عالم کی ملاقات کے لیے جائے تو یقیناً یہ ایسا ہے جیسا میرے

وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ "كتاب لباب الحديث"
وَقَالَ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا زَارَنِيْ
وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِيْ
كتاب لباب الحديث

ملاقات کے لیے آیا اور جو میری ملاقات
کے لیے آیا تو مجھ پر واجب ہے کہ میں اُن
کے لیے شفاعت کروں "کتاب لباب"
اور فرمایا کہ جو شخص کسی عالم کی ملاقات کے
لیے گیا تو یہ ایسا ہے کہ گویا میری ملاقات کے لیے آیا اور جو کسی عالم سے مصافحہ کرے تو
یہ ایسا ہے کہ اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

فائدہ: ارشاد فرمایا کہ عالم کے ساتھ ملاقات میرے ساتھ ملاقات ہے' اور عالم سے مصافحہ میرے
ساتھ مصافحہ کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو عالم کے ساتھ بیٹھ جائے یہ ایسا ہے کہ میرے
ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور جو عالم کا اکرام کرے تو یہ ایسا ہے کہ اس نے میرا اکرام کیا۔
ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں کرنا چاہیئے اس لیے کہ بہت سے روایات
میں عالم اور عابد کا فرق نبی علیہ سلام اور ادنیٰ صحابی کا فرق ارشاد فرمایا۔

(۲۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلٰى
غَيْرِهٖ كَفَضْلِ النَّبِيِّ عَلٰى اُمَّتِهٖ
کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۱۵۶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے
جیسا کہ کسی نبی علیہ سلام کی فضیلت کسی
اُمتی پر۔

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنِّيْ اِلَّا
عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۶

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ نہیں ہے مجھ سے مگر عالم اور متعلم
یعنی میرے مقصد میں صرف عالم اور متعلم ہے

فائدہ: عالمِ دین اور دین کا سیکھنے والا مجھ سے ہے میرا مقصد اور ان کا مقصد ایک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا ہے۔

(۲۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَاہُ مَلَکُ الْمَوْتِ وَھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ دَرَجَۃُ النُّبُوَّۃِ۔

کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۶۰

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت یعنی ملک الموت اس حال میں آئے کہ یہ علم کے سیکھنے میں لگا ہو تو اس کے درجہ میں اور انبیاء علیہم سلام کے درجہ میں ایک درجہ کا فرق ہوگا اور وہ یہ کہ یہ نبی نہ ہوگا۔

(۲۷) وَعَنْہُ مَنْ جَآءَہُ الْمَوْتُ وَھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ لِیُحْیِیَ بِہِ الْاِسْلَامَ لَمْ یَکُنْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ اِلَّا دَرَجَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰، ص ۱۶۰

اور اسی صحابی سے روایت ہے کہ جس کو موت اس حال میں آجائے کہ یہ طالب علم ہو اور علم اس لیے سیکھ رہا ہو کہ اس سے اسلام زندہ ہو جائے تو اس شخص اور انبیاء علیہم سلام کے جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

اور ایک اور روایت میں ہے مَنْ جَاءَہُ الْمَوْتُ وَھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ لِیُحْیِیَ بِہِ الْاِسْلَامَ فَبَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّبِیِّیْنَ دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ (مشکوٰۃ)

فائدہ: اِن احادیثوں میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو موت اس حال میں آجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے زندہ ہو جائیں تو اس آدمی اور انبیاء علیہم سلام کے جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا یہ فرق صرف اس

وجہ یہ ہے کہ وہ نبی علیہ سلام ہوگا۔ باقی مقصد ایک ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہر انسان دنیا میں ایسا وقت گزارے جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور ہر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائے۔ تو کامیابی کے لیے پورا دین شرط ہے اور پورے دین کے لیے محنت شرط ہے اور محنت بھی انبیاء علیہم سلام والی محنت اور محنت ہر امتی پر فرض ہے لیکن جتنا علماء کرام پر فرض ہے اتنا ایک غیر عالم پر نہیں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے یعنی امانتدار ہے وہ امانت اللہ تعالیٰ کا دین ہے کہ اس کو اللہ کے بندوں تک اچھے طریقے سے پہنچایا ہے حدیث میں ارشاد ہے

(۲۸) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ طَالِبُ الرَّحْمَۃِ طَالِبُ الْعِلْمِ رُکْنُ الْاِسْلَامِ وَیُعْطٰی اَجْرُہٗ مَعَ النَّبِیِّیْنَ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰، ص ۱۴۳

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طالب العلم اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طالب ہے اور طالب العلم اسلام کا رکن ہے اور اس کو اجر انبیاء علیہم سلام کے ساتھ دیا جائے گا۔

فائدہ: ان کو اجر انبیاء کے ساتھ سے مراد یہ ہے کہ ان کے بعد مقام اور مرتبہ علماء کا ہے جنت میں انبیاء اور علماء کا ایک درجہ کا فرق ہوگا علماء کو اسلام کا رکن فرمایا جس طرح اسلام کے اور ارکان ہیں اس طرح علماء بھی اسلام کے ارکان ہیں بعض علماء کا قول ارشاد ہے کہ اس زمانے میں علماء کرام کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے

(۲۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

وسلم ان مثل العلماء كمثل النجوم في السماء يهتدى بها في ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشك ان تضل الهداة

کنزالعمال جلد ۱۰ ص ۱۵۱

فرمایا یقیناً علماء کی مثال آسمان کے ستاروں کی طرح ہے ستاروں کی وجہ سے لوگ خشکی اور دریا میں راستے معلوم کرتے ہیں اور اگر ستاروں میں روشنی نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ آدمی راستے کو بھول جائے اس طرح اگر علماء نہ ہوں تو لوگ ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر گمراہی والے راستے کو اپنائیں گے۔

فائدہ: علماء آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو بہت اونچا مقام دیا ہے اور انسانوں کی ہدایت کے لیے علماء کو ارشاد فرمایا اس لیے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم ہے اس علم سے اور لوگ محروم ہیں اور اس علم کی وجہ سے انسان ہدایت کا راستہ پا سکتا ہے۔

(۲۹) عن عثمان رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يشفع يوم القيامة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء

کنزالعمال جلد نمبر ۱ ص ۱۵۱

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے انبیاء علیہم سلام ہوں گے۔ پھر اس کے بعد علماء پھر شہداء ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی انبیاء علیہم سلام کے بعد علماء کرام کا مقام ہے، امام غزالیؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس حدیث سے علم کا نہایت بڑا مقام ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد اور شہادت سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے باوجودیکہ شہادت کی فضیلت میں بھی بہت روایات وارد ہوئی ہیں۔

(۴۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا نَاشِیٍٔ نَشَأَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَالْعِبَادَۃِ حَتّٰی یَکْبُرَ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَوَابَ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ۔

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵۱

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نوجوان جوانی میں دین کے طلب اور عبادت میں لگ جائے حتیٰ کہ بوڑھا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہتر ۷۲ صدیقین کا ثواب دے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دین کا علم سیکھنا اور سکھانا اس کے ثواب کا بیان ہے کہ بہتر ۷۲ صدیقین کا ثواب اس کو ملے گا صدیق کا مقام نبی علیہ السلام کے بعد ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹۔ ارشاد ہے اور جو کوئی شخص اطاعت کرے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا جیسے کہ انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ ہیں اچھے رفیق۔

اس آیت میں چار قسم کے لوگوں کا بیان ہے حقیقت میں یہ دو قسم کے ہیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیقین میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہداء سے عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضی اللہ عنہم اور صالحین سے مراد سب صحابہ کرام ہیں، اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو نوجوان جوانی میں اللہ

کی عبادت اور علم کی کوشش میں لگ جائے تو اس کو بہتر صدیقین کا ثواب ملے گا۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ صِدِّیْق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَکُنْ الْخَامِسَۃَ فَتَھْلِکَ۔

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۴۳ فیہ ضعف

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو صبح کرے تو اس میں عالم بن یا طالب علم یا سننے والا بن اور ان سے محبت کرنے والا اور اس کے بعد پانچواں نہ بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ یا تو دین کا عالم بن جاؤ یا دین کا سیکھنے والا بن جاؤ یا دین کی باتوں کو سننے والا بن جاؤ اور یا ان لوگوں سے محبت کرنے والا بن جاؤ ورنہ اس کے بعد ہلاکت ہے اس میں جو ارشاد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چار صفات کو اپنے اندر لانا ضروری ہے۔

(۳۲) عَنْ زِیَادِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَکَفَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِرِزْقِہٖ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۳۹

سیدنا زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دین کا طالب علم ہو تو اس کی رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے اس کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے۔

فائدہ: ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کا طالب ہو تو اس کی ہر چیز کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے اور انسانوں اور مخلوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کو تو بالکل کسی چیز کا فکر نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ ایک پولیس سپاہی کو نہ کھانے کی فکر ہوتی ہے نہ کپڑے کی فکر ہوتی ہے اور نہ بندوق کی فکر ہوتی ہے

(۳۳) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ رَجُلَانِ عَالِمٌ وَمُتَعَلِّمٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَا سِوَاھُمَا

کنز العمال جلد نمبر ۱۰، صفحہ ۱۴۰

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر تو دو قسم کے لوگوں میں ہیں عالم اور متعلم یعنی دین کا سیکھنے والا اس کے علاوہ کسی میں خیر نہیں ہے

فائدہ: حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے پوری مخلوق کو خیر پہنچتا ہے آج کل ہم اور آپ کو جو کچھ دین کی فضا نظر آرہی ہے تو یہ بھی علماء کرام کی کوششوں کا نتیجہ ہے اس لیے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

(۳۴) رَکْعَۃٌ مِنْ عَالِمٍ بِاللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ رَکْعَۃٍ مِنْ مُتَجَاھِلٍ بِاللّٰہِ

کنز صفحہ ۱۵۴

کہ ایک رکعت علم کے ساتھ یعنی اس شخص کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو اس شخص کا جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے نہ ہو ایک ہزار رکعتوں سے بہتر ہے یعنی عالم کا ایک رکعت جاہل کے ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔

(۳۵) وَکَانَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَقُوْلُ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ وَنُوْرٌ فِی النَّظَرِ وَنُوْرٌ فِی الْقَلْبِ فَاِذَا جَلَسَ الْعَالِمُ لِلْعِلْمِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ مَسْئَلَۃٍ قَصْرٌ فِی الْجَنَّۃِ وَلِلْعَامِلِ بِھَا مِثْلُ ذٰلِکَ

کتاب لباب الحدیث

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور دیکھنے میں نور ہے یعنی آنکھوں کا نور ہے اور دل کا نور ہے اور عالم جب بیان کے لئے بیٹھتا ہے تو اس کے لیے ہر ایک مسئلہ پر جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے اور اس مسئلہ پر عمل کرنے والوں کو بھی یہ اجر ملتا ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ کیا مقام ہے علماء کرام کا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی حقیقت نصیب فرمائے اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

(۳۶) مَنْ نَظَرَ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ فَفَرِحَ بِهَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ تِلْكَ النَّظْرَةِ مَلَكًا يَسْتَغْفِرُ لَهٗ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ

جس نے کسی عالم کو دیکھا اور خوش ہو گیا تو اس دیکھنے پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہتا ہے۔

کتاب لباب الحدیث

فائدہ: عالم کے دیکھنے پر اور خوش ہونے پر ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو اس دیکھنے والے کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے جب عالم کو دیکھنے والے کا یہ مقام ہے تو عالم کا کیا مقام ہو گا۔

علیؓ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کو دیکھنا عبادت ہے (آنکھوں میں نور دیکھنے میں نور دل میں نور) اور عالم کے ایک ایک مسئلہ پر اس کے لیے جنت میں ایک ایک محل تیار ہوتا ہے۔ اور اسی مسئلہ پر عمل کرنے والوں کے لیے بھی یہ اجر ہے اب ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ علماء کرام کی صحبت اختیار کریں اور ان کے بیانات کو سنیں اور اس پر عمل کریں اور یہ بھی ارشاد ہے:

(۳۷) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمَ عَالِمًا فَقَدْ اَكْرَمَنِيْ وَمَنْ اَكْرَمَنِيْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَمَنْ اَكْرَمَ اللّٰهَ فَمَاْوَاهُ الْجَنَّةُ

لباب الحدیث

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عالم کا اکرام کیا تو یقیناً اس نے میرا اکرام کیا اور جس نے میرا اکرام کیا تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا اور جس نے

اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا تو اس کی جگہ جنت ہی ہے۔

(۳۸) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْعِلْمِ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَلِیْلُ الْمُؤْمِنِ

کنز العمال جلد ۱۰، ص ۱۵۲

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ علم سیکھو یقیناً علم مومن کا دوست رفیق ہے۔

فائدہ : ارشاد فرمایا کہ تم پر علم لازم ہے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ دوکان داری لازم، زمینداری لازم، نوکری لازم بلکہ علم لازم فرمایا اس لیے کہ علم کی وجہ سے اور ضروریات بھی خود پوری ہوتی ہیں ایک حدیث میں ارشاد ہے مَنْ تَفَقَّہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ہَمَّہٗ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ مسند ابو حنیفہ رحمہ اللہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے دین کا علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دینی مقاصد اور دنیاوی مقاصد کا ذمہ دار ہوگیا اور اس کو ایسے راستے سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ہے کفاہ اللہ تعالیٰ ہمّہ اس سے دنیا اور آخرت یعنی دونوں جہان کی ذمہ داری مراد ہے جس طرح دوسری حدیث میں ارشاد وارد ہے کہ جس نے اپنے سارے غموں کو ایک غم بنایا یعنی آخرت کا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں اور فکروں کا ذمہ دار ہے۔

(۳۹) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاعَۃٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّکِئٍ عَلٰی فِرَاشِہٖ یَنْظُرُ فِیْ عِلْمِہٖ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کا اپنے بستر پر اپنے علم کے بارے میں کتاب دیکھنا عابد کی ستر سال

خیر من عبادۃ العابد سبعین عاماً۔	کی عبادت سے بہتر ہے۔

جلد نمبر ۱۰ ، صہ ۱۵۴ کنز العمال

فائدہ: ہمارا دین اتنا قیمتی ہے کہ صرف دینی کتاب دیکھنے والوں کو بھی ستر سال عبادت کرنے والوں سے افضل ارشاد فرمایا۔

(۴۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل المؤمن العالم علی المؤمن العابد سبعون درجۃً	سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن عالم کا مقام اور فضیلت مومن عابد پر ستر درجہ ہے۔

کنز العمال جلد ۱۰ ، صہ ۱۵۵

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ دو درجوں میں کتنا فاصلہ ہوگا "یہ درجہ دنیاوی درجہ نہیں کہ فلاں کا گریڈ دس ہے اور فلاں کا گریڈ بائیس (۲۲) ہے اس درجہ کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۴۱) عن معاذ رضی اللہ عنہ قال تعلموا العلم فان تعلیمہ خشیۃ وطلبہ عبادۃ ومذاکرتہ تسبیح والبحث عنہ جھاد	سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا علم سیکھو یقیناً اس کا سیکھنا اللہ تعالیٰ کے ڈر میں داخل ہے اور اس کا طلب عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ ذکر ہے اور اس میں بحث کرنا جہاد ہے

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ، صہ ۱۶۴

(۴۲) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال موت قبیلۃ أیسر من موت	سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا ایک قبیلہ کی موت ایک

عالم کی موت سے آسان ہے۔ | کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۶۶

عالم -

فائدہ: یعنی ایک قبیلہ قوم مرجائے اس کا غم اتنا نہیں ہے جتنا غم ایک عالم کی موت پر ہے ایک عالم کی موت پر اس سے زیادہ غم کرنا چاہیئے جتنا غم ایک قبیلہ کی موت پر کرتا ہے۔ اس لیے کہ عالم کی زندگی اور انسانیت کے لیے ہے یعنی اس کی زندگی سے انسانوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں کامیابی ملے گی۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عالم کی موت پر غمگین نہ ہو فھو منافق، فھو منافق، فھو منافق آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ یہ شخص منافق ہے، یہ شخص منافق ہے، یہ شخص منافق ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک ہزار عابد جو شب بیدار ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں ان کی وفات ایک ایسے عالم کی وفات سے زیادہ سہل ہے جو حلال و حرام سے واقف ہو (احیاء)

(۴۳) عَنْ انسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الْحِیْتَانُ فِی الْبَحْرِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے لیے ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں سمندر میں

فائدہ: اس حدیث میں علم سے علم دین مراد ہے دنیوی علوم و فنون عام دنیا کے کاروبار کی طرح انسان کے لیے ضروری ہے لیکن ان کے لیے یہ فضائل نہیں ہے جو دین کے علم کے لیے ہے علم دین میں بعض علم فرض عین ہے اور بعض

فرضِ کفایہ ہے۔ فرضِ کفایہ یہ ہے کہ آدمی تمام مسائل یعنی پورا قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا سیکھنا اگر کسی جگہ ایک عالم موجود ہو تو پھر پورا علم دین حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے اور اگر کسی جگہ کوئی عالم بھی نہیں ہے تو اس جگہ کے سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک عالم تو ضرور پیدا کریں اگرچہ دوسرے مقام سے اس کو لادیں۔ فرض عین علم یہ ہے کہ:

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائدِ صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت نجاست کے احکام سیکھے نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض یا واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ اس کے مسائل و احکام معلوم کرے جس پر حج فرض ہے تو اس پر فرض ہے کہ حج کے احکام اور مسائل معلوم کرے۔ جس شخص کو بیع و شرا کرنا پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری کے کام کرنے پڑیں اس پر فرضِ عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے جب نکاح کرے تو اس پر نکاح کے احکام و مسائل فرضِ عین ہیں۔ غرض جو کام شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض یا واجب لگاتے ہیں ان کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور ہم لوگ کتنا مسائل سے غافل ہیں کہ ہم پر فرض ہے اور ہم اس کو نہیں کرسکتے۔

علم دین کا نصاب

قرآن حکیم نے علم دین کی حقیقت اور اس کا نصاب بھی ایک ہی لفظ میں بتلا دیا ہے لِیَتَفَقَّهُوا فِی الدِّیْنِ۔ یہ موقع بظاہر اس کا تھا کہ یہاں یَتَعَلَّمُوْنَ

الدِّین کہا جاتا ہے علمِ دین حاصل کریں مگر قرآن نے اس جگہ تعلّم کا لفظ چھوڑ کر تفقہ کا لفظ اختیار فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ علم دین کا محض پڑھ لینا کافی نہیں وہ تو بہت سے کافر یہودی نصرانی بھی پڑھتے ہیں بلکہ علم دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے یہی لفظ تفقہ کا ترجمہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لیے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لیے ضروری ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس نے دین کی کتابیں سب پڑھ لیں مگر یہ سمجھ پیدا نہ کی تو وہ قرآن وسنت کی اصطلاح میں عالم نہیں اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ علم دین حاصل کرنے کا مفہوم قرآن کی اصطلاح میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے وہ جن ذرائع سے حاصل ہو وہ ذرائع خواہ کتابوں سے ہو یا اساتذہ کی صحبت سے ہو سب اس نصاب کے اجزاء ہیں۔

علمِ دین حاصِل کرنے کے بعد عالم کے فرائض

اس جگہ قرآنِ کریم نے اس کو بھی ایک ہی جملہ میں پورا بیان فرما دیا ہے وہ یہ ہے لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ یعنی تاکہ وہ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرائیں یہاں بھی یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس جملہ میں عالم کا فرض انذارِ قوم بتلایا ہے انذار کا لفظی ترجمہ ہم اردو زبان میں ڈرانے سے کرتے ہیں مگر یہ اس کا پورا ترجمہ نہیں اردو زبان کی تنگی کی وجہ سے کوئی ایک لفظ اس کے پورے ترجمہ کو ادا نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ ڈرانا کئی طرح کا ہوتا ہے اس ڈرانے سے وہ ڈرانا مراد

ہے جو شفقت سے باپ اپنی اولاد کو تکلیف والی چیزوں سے ڈراتا ہے اس ڈرانے کا نام انذار ہے اس لیے انبیاء علیہم سلام کو نذیر کا لقب دیا گیا ہے اور عالم کا یہ فریضہ انذار در حقیقت وراثتِ نبوت ہی کا جُز ہے بنص حدیث عالم کو حاصل ہوتی ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آج کل جو عموماً وعظ و تبلیغ بہت کم مؤثر ہوتی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اس میں انذار کے آداب نہیں ہوتے جس کی طرف بیان اور لب ولہجہ سے شفقت و رحمت اور خیر خواہی ہو مخاطب کو یقین ہو کہ اس کے کلام کا مقصد نہ مجھے رسوا کرنا ہے نہ بدنام کرنا ہے اور نہ اپنے دل کا غبار نکالنا ہے بلکہ یہ جس چیز کو میرے لیے مفید اور ضروری سمجھتا ہے وہ محبت کی وجہ سے مجھے بتلا رہا ہے اگر آج ہماری تبلیغ اور ہماری محنت محبت کے ساتھ ہو تو انشاء اللہ ہمارے لیے اور دوسروں کے لیے بھی بہت مفید ثابت ہو گا۔

(۴۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

رواہ الترمذی: مشکوٰۃ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گھر سے علم دین حاصل کرنے کے لیے نکلا تو وہ جب تک گھر واپس نہ آجائے تو یہ اللہ کے راستے میں ہے

فائدہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین حاصل کرنے کے لیے نکلا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے اس میں عام دینیات کے طلبہ کے علاوہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنے والے بھی مُراد ہیں۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ فی سبیل اللہ صرف کفار کے ساتھ قتال کو کہتے ہیں یہ بات صحیح نہیں فی سبیل اللہ عام ہے جو بھی دین کو سیکھے اور

دوسروں کو سکھائے تو ان سب کے لیے ہیں۔

(۴۵) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ۔

مشکوٰۃ : رواہ الترمذی ، وابن حبان

ورواہ الدارمی عن ابی الدرداء۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تازہ رکھے یعنی خوش اور باعزت رکھے جس نے مجھ سے کوئی بات سُنی اور جس طرح سُنی تھی اسی طرح اس کو پہنچا دیا چنانچہ اکثر وہ لوگ جنہیں پہنچا دیا جاتا ہے سنانے والے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں

فائدہ : اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اس شخص کے لیے ہے جس نے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا اور سننے کے بعد اُس نے اوروں تک پہنچا دیا۔

(۴۶) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَحَدُھُمَا کَانَ عَالِمًا یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَالْاٰخَرُ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اَیُّھُمَا اَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ان میں ایک عالم تھا جو فرض نماز پڑھتا تھا پھر بیٹھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا تھا، اور دوسرا شخص دن کو تو روزے رکھتا تھا اور تمام رات عبادت کیا کرتا تھا کہ ان

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِيْ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ

رواه الدارمي ؛ مشکوٰۃ

دونوں میں کون بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس عالم کو جو فرض نماز پڑھتا ہے اور پھر بیٹھ کر لوگوں کو علم سکھلاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت ہے۔

فائدہ : اس حدیث میں ایک عالم اور ایک عابد کا بیان ہے عالم صرف فرض نماز پڑھ کر اور لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا تھا اور دوسرا عابد تھا صرف اپنا فکر ان کو لگا ہوا تھا روزہ اور نمازوں کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا مجھ میں اور تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر ہے یہ اس لیے فرمایا کہ صرف عابد نہ بنو بلکہ داعی بنو اوروں کی فکر بھی کرو اور اوروں کو دعوت بھی دو۔

(۴۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مجلسوں پر گزر ہوا جو مسجد نبوی میں منعقد تھیں آپ نے ارشاد فرمایا دونوں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک نیکی میں دوسرے سے بہتر ہے ایک جماعت عبادت میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہی ہے اور اس سے

يَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ وَ
يُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ
وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ
فِيهِمْ (رواه الدارمی)

اپنی رغبت کا اظہار کر رہی ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں دیدے گا اور اگر نہ چاہا تو نہ دیگا اور دوسری جماعت فقہ یا علم حاصل کر رہی ہے اور جاہلوں کو سکھاتی ہے یہ لوگ بہتر ہیں اور میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر خود بھی ان میں بیٹھ گئے۔

فائدہ : ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ صحابہ کی دو جماعتیں الگ الگ بیٹھی ہوئی ہیں ایک جماعت تو ذکر و دعا میں مشغول تھی اور دوسری جماعت علم کے مذاکرے میں مشغول تھی۔ آپ نے ان دونوں میں سے اس جماعت کو بہتر فرمایا جو مذاکرہ علم میں مشغول تھی اور پھر نہ صرف یہ کہ زبان سے ان کی فضیلت کا اظہار فرمایا بلکہ خود بھی اس جماعت میں بیٹھ کر علماء کی مجلس کو مزید عزت و شرف کی دولت بخشی علم اور علماء کی اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عابدوں کی مجلس کو چھوڑ کر عالموں کی ہم نشینی اختیار فرمائی ہے اور اپنے آپ کو ان ہی میں شمار کیا اور یہ فضیلت بھی اس لیے ہے کہ عابد کی عبادت تو صرف اپنے لیے ہے اس عبادت سے اس کو فائدہ ہوگا اور علماء سے پوری امت کو نفع ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مجاہد بنایا تھا مجاور نہیں اور پھر آخر میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم مجاہد بنا کر بھیجا ہے اس سے بھی اس بات پر ترغیب ہے کہ جو میری میراث لینے والا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ معلم مجاہد مبلغ بن جائے اور پوری دنیا میں دین کی تبلیغ کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اس وجہ سے فضیلت دی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ
سورۃ مجادلہ

تم میں ایمان والوں کے لیے درجے ہے مگر جو علم والے ہیں ان کے لیے بہت بلند درجات ہیں۔

فائدہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ علماء کی فضیلت عام مؤمنین سے سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے جو پانچ سو برس میں طے ہو۔ احیاء

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن منذر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جتنی فضیلت علماء کی اس آیت میں ذکر فرمائی ہے اتنی کسی اور آیت میں نہیں اس میں ان مؤمنین کو جن کو علم دیا گیا ہے اُن مؤمنین پر جن کو علم نہیں دیا گیا بہت سے درجات بڑھائے ہیں اس آیت میں علماء کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اول تو کامل مومنوں کی تعریف فرمائی پھر علماء کی خاص طور سے فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اور ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ سورۃ زمر

فرما دیجئے کیا برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے۔

فائدہ: اس آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ علم والے اور غیر علم والے برابر نہیں، یعنی دونوں کے مقام میں بہت فرق ہے جس طرح دونوں کے مقام میں فرق ہے اس طرح دونوں کی ذمہ داریوں میں بھی بہت فرق ہے۔ اگر کسی جگہ پر آگ لگ جائے اور وہاں پر بعض لوگ ایسے بھی موجود ہوں کہ ان کے پاس پانی بھی ہو اور اس پر قدرت بھی رکھتے ہوں کہ آگ کو بجھا دیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں

کہ ان کے پاس پانی نہیں تو دونوں کی ذمہ داری میں ضرور فرق ہے البتہ ذمہ داری دونوں پر ہے کہ آگ کو بجھانا ہے۔ آج اُمت گناہوں کی آگ میں جل رہی ہے اگر علماء اس کی فکر نہ کریں تو اور لوگ تو خود آگ جلانے والے ہیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ آل عمران آیت ۱۸	گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی کہ بجز اس ذات کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اس کی گواہی دی اور اہلِ علم نے بھی تقریرات

وتحریرات میں اس کی گواہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور معبود بھی وہ ایسے شان کے ہیں کہ اعتدال کے انتظام رکھنے والے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ ان کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

فائدہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک ذات سے کیسے شروع فرمایا اور دوسری مرتبہ فرشتوں کو ذکر فرمایا اور تیسری مرتبہ علم والوں کو یعنی علماء کرام کو ذکر فرمایا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی" اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ علماء ہر زمانے میں توحید کی شہادت دیتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کتاب کے جو وہ آپ کی طرف اپنے علم سے اتار رہا ہے اور گواہی دے رہا ہے اور فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہوتی ہے پھر اپنے شہادت کے ساتھ فرشتوں کی اور علماء کی شہادت کو ملا رہا ہے۔ یہاں سے علماء کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا : اور جس کو حکمت یعنی علم ملا تو یقیناً اس کو خیر کثیر ملا، دنیا میں سب سے بڑا خیر دین کا علم ہے اور یہ انعام اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو عطاء فرمایا ہے۔

○ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ. (متفق علیہ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہی ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات اپنے بندوں پر ہر آن بے شمار ہیں بلکہ ایک ایک انعام کے اندر بے شمار انعامات پوشیدہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اتنے انعامات کے باوجود اس حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ دین کی سمجھ خیر کا ارادہ ہے، دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے تو علم دین حاصل کرنا ضروری ہے کہ جب علم ہی نہیں ہوگا تو دین کی سمجھ کہاں سے آئے گی علم دین کے حصول کے ساتھ ساتھ علماء اور فقہاء کی صحبت بھی ضروری ہے کہ ان کی ہم نشینی سے دین کی سمجھ آیا کرتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ دین کی سمجھ کے لیے ایمان اور یقین بھی ضروری ہے کہ بے ایمان کو اکثر علم مل جاتے مگر سمجھ نہیں آئے گی دین کی سمجھ ایک نور ہے

جو صاحب ایمان کو عطا کیا جاتا ہے جس کی روشنی میں وہ دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے ورنہ علم تو کفار و مشرکین کو بھی کتابیں پڑھنے سے حاصل ہو جاتا ہے بلکہ بعض یہود و نصاریٰ بھی ظاہری الفاظ کا علم بہت کچھ حاصل کر لیتے ہیں مگر دین کی سمجھ جو کہ عطیہ ربانی ہے اس سے وہ محروم ہوتے ہیں۔

جو مسلمان ان یہود و نصاریٰ کے ذریعہ سے دین کا علم حاصل کرتے ہیں وہ بھی انہی کی طرح اس حقیقی دین کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں۔ محض ڈگری حاصل کرنے سے دین کی سمجھ نہیں آتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے آتی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے استاد وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی جس کو ان اشعار میں بیان فرمایا ہے،

شَکَوْتُ اِلیٰ وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ فَاَوْصَانِیْ اِلیٰ تَرْکِ الْمَعَاصِیْ

بِاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنَ الٰہٖ وَنُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

ترجمہ: میں نے اپنے استاد وکیع سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ گناہوں سے اجتناب کرو اور فرمایا کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گنہگاروں کو عطا نہیں کیا جاتا۔

حدیث شریف میں دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حق تعالیٰ شانہ عطا فرماتے ہیں یعنی دین کے احکام و مسائل علوم و معارف جو میں تم کو تقسیم کرتا ہوں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے دینے والی ذات اُسی کی ہے وہی سب کو دیتا ہے البتہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور ظاہر میں جو میں دے رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں جیسے تم لوگ کہتے ہو بلکہ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے (بیان القرآن)

○ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْأَلَةٌ وَاحِدَةٌ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَهُ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْأَةَ الْمُطِيعَةَ لِزَوْجِهَا وَالْوَلَدَ الْبَارَّ بِوَالِدَيْهِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۶۰

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسئلہ سیکھنا مومن کیلئے ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور بہتر ہے اس سے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کسی غلام کو آزاد کرے اور یقیناً طالب العلم کے لیے اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو اور وہ اولاد جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو تو وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔

فائدہ: ارشاد ہے کہ ایک مسئلہ سیکھنا مومن کے لیے ایک سال کے عبادت سے افضل و بہتر ہے۔

ہم لوگوں میں عبادت کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ نماز کے مسائل آپ کو معلوم ہیں جو آپ روزانہ پڑھتے ہیں، دو کاندار ی کے

مسائل غرض ہر چیز کے مسائل اگر ہم روزانہ ایک ایک مسئلہ بھی سیکھیں تو ایک ایک مسئلہ پر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب بھی ملے گا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ دین کا طالب اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو اور وہ اولاد جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے ہوں تو جنت میں انبیاء علیہم سلام کے ساتھ بغیر حساب کے داخل ہونگے

○ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَوْمٍ خَیْرًا اَکْثَرَ فُقَہَاءَ ھُمْ وَاَقَلَّ جُھَالَھُمْ فَاِذَا تَکَلَّمَ الْفَقِیْہُ وَجَدَ اَعْوَانًا وَاِذَا تَکَلَّمَ الْجَاھِلُ قُھِرَ وَاِذَا اَرَادَہُ اللّٰہُ بِقَوْمٍ شَرًّا اَکْثَرَ جُھَالَھُمْ وَاَقَلَّ فُقَہَاءَ ھُمْ فَاِذَا تَکَلَّمَ الْجَاھِلُ وَجَدَ اَعْوَانًا وَاِذَا تَکَلَّمَ الْفَقِیْہُ قُھِرَ۔

مسند فردوس جلد ۱ صفحہ ۲۹۶

اعوانا : اعوان عون کی جمع ہے بہت سے حامی اور مددگار اور قہر ، غضب زور آوری زبردست ؛

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں علماء زیادہ فرماتے ہیں اور جاہل لوگوں کو کم فرماتے ہیں اور جب عالم بیان کرتا ہو تو لوگ اس کی بات کو عزت اور توجہ سے سنتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہو تو لوگ اس پر غضب اور غصے ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں جاہل لوگوں کو زیادہ فرماتے ہیں اور علماء اس میں کم کرتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہے تو لوگ اس کو توجہ سے سنتے ہیں اور جب عالم بیان کرتا ہو تو لوگ اس پر غصہ ہوتے ہیں ؛

فائدہ: اس حدیث پر ہم خوب غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ خیر کے ارادہ پر ہے یا شر کے ارادہ پر ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عالم کی بات کو توجہ سے سُننا اور عالم کا احترام اور مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا موجب ہے۔ اور عالِم کی بات کو توجہ سے نہ سُننا اور جاہلوں کی بات کو توجہ سے سُننا اور جاہلوں کی مدد کرنا اور احترام کے ساتھ ان کی مجالس میں بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔

○ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِاَھْلِ بَیْتٍ خَیْرًا فَقَّھَھُمْ فِی الدِّیْنِ وَوَقَّرَ صَغِیْرُھُمْ کَبِیْرَھُمْ وَرَزَقَھُمُ الرِّفْقَ فِیْ مَعِیْشَتِھِمْ وَالْقَصْدَ فِیْ نَفَقَاتِھِمْ وَبَصَّرَھُمْ عُیُوْبَھُمْ فَیَتُوْبُوْا مِنْھَا وَاِذَا اَرَادَ بِھِمْ غَیْرَ ذٰلِکَ تَرَکَھُمْ ھَمَلًا کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۷

ھملا ای مھملۃ لا دعاء لھا ولا فیھا من یصلحھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن گھروالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُن کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور ان کے چھوٹے اُن کے بڑوں کا احترام کرتے ہیں اور اُن کی زندگی میں آسانی پیدا فرماتے ہیں اور اُن کے اخراجات میں میانہ روی عطا فرماتے ہیں اور ان کو اپنے عیبوں پر بصیرت عطا فرماتے ہیں اور اس طرف یعنی سے اپنے عیبوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور جس قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کے علاوہ کوئی اور ارادہ فرماتے ہیں یعنی شر کا، تو اُن کو ایسے ہی چھوڑ دیتے ہیں

کہ کوئی ایسا نہیں ہوتا کہ اُن کی اصلاح کر دے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ جس گھر والوں سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُن گھر والوں کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور اُن کے چھوٹوں کے دلوں میں بڑوں کے لیے محبت ڈال دیتے ہیں اور ان میں نرمی پیدا کرتے ہیں اور ان کے رزق کو متوسط کرتے ہیں اور ان کو اپنے عیوب پر متوجہ کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کو جاہل اور دین سے بے خبر چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین والوں کے ساتھ خیر کا ارادہ ہے اور جاہلوں کے ساتھ شر کا ارادہ ہے۔

○ عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعْلِیْمَہٗ خَشْیَۃٌ وَطَلَبَہٗ عِبَادَۃٌ وَمُذَاکَرَتُہٗ تَسْبِیْحٌ وَالْبَحْثَ عَنْہُ جِہَادٌ۔

کنز العمال جلد ۱۰، ص ۱۶۷

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی نے ارشاد فرمایا علم سیکھو یقیناً اس کا سیکھنا اللہ تعالیٰ کے ڈر میں داخل ہے اور اس کا طلب عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ ذکر ہے اور اس میں بحث کرنا جہاد ہے۔

فائدہ: حدیث کے آخر میں معاذ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دین میں بحث کرنا جہاد ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے علماء کرام کی فضیلت عام مسلمانوں پر سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ پانچ سو برس میں طے ہو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ علم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب عبادت اور اس

کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے۔ اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں قربت ہے اس لیے علم جائز ناجائز کی پہچان کے لیے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے والا ہے اور سفر کا ساتھی ہے تنہائی میں ایک محدث ہے خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے اس لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

○○○

وعید العلماء

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْکُفَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ
اَلْعِزَّۃُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

(۱) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَۃٌ وَّهِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰی عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان : مشکوٰۃ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن میں سے صرف اس کے نقوش باقی رہ جائیں گے اُن کی مسجدیں بظاہر تو آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سے سب سے بدتر ہوں گے انہیں سے ظالموں کی حمایت کی وجہ سے دین میں فتنہ پیدا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئے گا۔

فائدہ : یہ حدیث اس زمانہ کو بیان کر رہی ہے جب عالم میں اسلام تو موجود رہے گا مگر مسلمانوں کے دل اسلام کے حقیقی رُوح سے خالی ہوں گے، کہنے کو تو وہ مسلمان کہلائیں گے مگر اسلام کا جو حقیقی منشا ہے اس سے دُور ہوں گے۔

قرآن جو مسلمانوں کے لیے ایک مستقل ضابطۂ حیات اور نظام عمل ہے اور اس کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی زندگی کے لیے راہنما ہے صرف برکت کے لیے پڑھنے کی ایک کتاب ہوکر رہ جائے گی۔ چنانچہ یہاں رسمی قرآن سے مراد یہی ہے کہ تجوید و قرأت سے قرآن پڑھا جائے گا مگر اس کے معنی و مفہوم سے ذہن قطعاً نا آشنا ہوں گے اس کے اوامر و نواہی پر عمل بھی ہوگا مگر قلوب اخلاص کی دولت سے محروم ہوں گے۔ مساجد بکثرت ہوں گی اور آباد بھی ہوں گی مگر وہ آباد اس شکل سے ہوں گی کہ مسلمان مسجدوں میں آئیں گے اور جمع بھی ہوں گے لیکن عبادت، ذکر اللہ اور درس و تدریس جو مسجد کا اصل مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ علماء جو اپنے آپ کو روحانی اور دینی پیشوا سمجھیں گے اپنے فرائض منصبی سے ہٹ کر مذہب کے نام پر امت میں تفرقے پیدا کریں گے ظالموں اور جابروں کی مدد و حمایت کریں گے اس طرح دین میں فتنہ و فساد کا بیج بوکر اپنے ذاتی اغراض کی تکمیل کریں گے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّۃٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاؤُوْنَ

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو جب الحزن یعنی غم کے کنویں سے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم دن میں چار سو (۴۰۰) مرتبہ پناہ مانگتی ہے، صحابہؓ

باعمالهم (رواه الترمذی)

نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں کون داخل ہو گا آپ نے ارشاد فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے اعمال کو دکھلانے کے لیے کرتے ہیں۔

وَكَذَا ابْنِ مَاجَة وَزَادَ فِيهِ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ قَالَ المحاربي يَعْنِي الْجَوَرَة (مشكوٰة)

اور ابنِ ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین وہ قاری ہیں جو سرداروں سے ملاقات کرتے ہیں اس حدیث کے راوی نے کہا ہے کہ سرداروں سے مُراد ظالم سردار ہیں۔

فائدہ: جُبُّ الحُزن: جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور کنوئیں کے مشابہ ہے یہ اتنی زیادہ ہیبت ناک اور وحشت ناک ہے کہ دوزخی تو الگ خود دوزخ دن میں چار سو (۴۰۰) مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے اور اس میں وہ قاری جو اپنا عمل یعنی قرآن پڑھنا محض دِکھلاوے اور ریا کے لیے کرتے ہیں اسی وحشت ناک وادی میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اس حکم میں ریاکار عالم اور عابد بھی داخل ہیں کیونکہ علم کی اصل بنیاد تو قرآن ہی ہے اسی طرح عبادت بھی قرآنی احکام ہی کے مطابق ہوتی ہیں اس لیے ایسے عالم اور عابد جو ریاکار ہیں وہ بھی انہی قاریوں کے ہمراہ اس کنوئیں کا لقمہ بنیں گے۔

سرداروں سے ملاقات کا مطلب یہ ہے کہ جو قاری سرداروں سے محض حُبِّ جاہ و مال اور دنیاوی طمع و لالچ کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین ہے ہاں اگر سرداروں، امیروں سے ملنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے ہو یا بطریق جبر اور ان کے شر کے دفعیہ کے لیے ہو تو

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ، یہاں سردار سے بھی وہی سردار امیر مراد ہیں جو ظالم اور جابر ہوں، نیک سرداروں اور امیروں سے جلنے پر یہ وعید نہیں ہے جب دل سے آدمی مضبوط ہو۔

(۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْعَالِمَ إِذَا لَمْ يَعْمَلْ بِعِلْمِهٖ لَعَنَهُ الْعِلْمُ فِيْ جَوْفِهٖ وَيَلْعَنُهُ كُلُّ شَيْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

کتاب لباب الحدیث

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ارشاد فرمایا جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے جو اس کے سینے میں ہے تو اس پر لعنت کرتی ہے ہر وہ چیز جس پر سورج نکلتا ہے۔

فائدہ : اس حدیث میں سخت وعید ہے ان لوگوں کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ علم دیا ہو اور وہ اس پر عمل نہ کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ پہلے مجھے اور بعد میں سب مسلمانوں کو دین پر عمل کرنا آسان فرماوے اس لیے کہ جو فضائل علماء کرام کے لیے ہیں اس میں ہر دین کی محنت کرنے والے عالم ہوں یا غیر عالم سب کے سب شریک ہیں اس طرح جو وعید علماء کے لیے ہیں ان میں بھی دین کے محنت کرنے والے شریک ہیں اگر ہم اوروں کو بیان کریں کہ کامیابی دین میں ہے اور خود اس پر عمل نہ کریں اوروں کو بیان کریں کہ دنیا کوئی چیز نہیں اور خود اس کے پیچھے دن رات کوشش کریں تو ایسے شخص پر اپنا علم اور ہر چیز لعنت کرتی ہے۔

(۴) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْهُ قَالَ لَا يَكُوْنُ عَالِمًا حَتّٰى يَكُوْنَ مُتَعَلِّمًا وَلَا يَكُوْنُ بِالْعِلْمِ عَالِمًا حَتّٰى يَكُوْنَ بِهٖ عَامِلاً

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۵

ہے آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک طالب العلم نہ بنے اور اس وقت تک اپنے علم پر عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل کرنے والا نہ بنے۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا، جب تک اس کے طلب میں نہ لگے یعنی علم بغیر محنت اور کوشش کے نہیں ملتا. جو یہ بات مشہور ہے کہ دنیا کے لیے جتنی کوشش کروگے اتنی ہی ملے گی یہ بات غلط ہے اس لیے کہ دنیا محنت سے بھی ملتی ہے اور بغیر محنت کے بھی ملتی ہے مثلاً ایک امیر (مالدار) آدمی مرجائے تو اس کا مال اس کے اولاد کو بغیر محنت کے مل جاتا ہے لیکن اگر کوئی عالم انتقال کر جائے تو اس کا علم اولاد کو میراث میں بغیر محنت کے نہیں ملتا اس لیے یہ بات جو دنیا کے لیے جتنی محنت کروگے اتنی ملے گی یہ نہیں ہے بلکہ دین کے لیے جتنی محنت کروگے اتنا ہی ملے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالاً فَكَنَزَهٗ فَلَمْ يُنْفِقْ مِنْهُ۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۱۵

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی مثال جس نے علم حاصل کیا اور پھر لوگوں کو بیان نہیں کرتا اس شخص کی طرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطاء فرمایا ہو اور وہ اس کو

جمع کر کے خرچ نہیں کرتا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ علم دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا خزانہ ہے اس کو لوگوں پر خرچ کرنا چاہیئے۔ مال و دولت خرچ کرنے سے لوگوں کو جتنا نفع ملے گا اس سے زیادہ نفع یہ ہے کہ ان پر علم کی دولت خرچ کی جائے اس سے لوگوں کو دنیا میں بھی نفع ملے گا اور آخرت میں بھی۔ مال و دولت سے صرف دنیا میں نفع ملے گا لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ اس سے اس کی دنیا بن جائے۔ اور علم دین کے ساتھ تو وعدہ ہے کہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں بنیں گے اور یہ کہ آخرت کا بن جانا ہماری سب سے اولین ضرورت ہے۔

(۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَاصَحُوْا فِي الْعِلْمِ وَلَا يَكْتُمْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَاِنَّ خِيَانَةً فِي الْعِلْمِ اَشَدُّ مِنْ خِيَانَةٍ فِي الْمَالِ

کنز العمال جلد ۱۰، صفحہ ۱۹۰

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نصیحت کرو علم کے ساتھ اور نہ چھپاؤ یعنی علم بعض تم میں سے بعض۔ یقیناً علم دین میں خیانت کا عذاب مال میں خیانت کرنے سے بہت زیادہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں اول ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کرو یعنی علم صرف سیکھنا نہیں بلکہ اس کی وجہ سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حق بات کو ایک دوسرے سے نہ چھپاؤ یقیناً دین میں خیانت مال میں خیانت سے زیادہ جرم ہے مال کی خیانت سے تو صرف دنیا کا نقصان ہوگا لیکن دین میں خیانت سے تو دنیا اور آخرت کا نقصان ہوگا اور یقیناً ہوگا اس میں کوئی شک نہیں۔

(۷) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاتِمُ الْعِلْمِ یَلْعَنُہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الْحُوْتُ فِی الْبَحْرِ وَالطَّیْرُ فِی السَّمَآءِ۔ کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کو چھپانے والے پر لعنت کرتی ہے ہر چیز یہاں تک کہ مچھلی دریا میں اور پرندے آسمان کے درمیان میں

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جب آدمی کو اللہ تعالیٰ دین کا علم عطا فرمائے اور اس نے اپنا علم دنیا کے واسطے چھپا لیا تو اس پر ہر چیز لعنت کرتی ہے۔

(۸) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ عَالِمٍ لَا یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ اِلَّا نَزَعَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ عَلٰی غَیْرِ الشَّھَادَۃِ وَنَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ یَا فَاجِرُ خَسِرْتَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ

کتاب لباب الحدیث

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو مگر اس کی روح بغیر شہادت کے نکلے گی اور آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے فاجر! تمہارے دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو عالم اپنے مقصد کو نہ پہچانے عمل نہ کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے فاجر انسان! تو نے دنیا اور آخرت میں خسارہ کیا یعنی تیری دنیا بھی خراب اور آخرت بھی خراب اور شہادت کی موت سے بھی محروم ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم پر

عمل نہ کرنے کی وجہ سے دنیا میں بھی ذلت ہوگی پریشانی ہوگی۔ ہر عالم سے علم کا یہ مطالبہ ہے کہ مجھ پر عمل کرو اور مجھ کو اور لوگوں تک پہنچاؤ، اگر ہم اور لوگوں کو نہیں پہنچائیں گے تو اس پر عمل نہ ہوا اور پھر پہنچانا بھی انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر ہو بے طلب لوگوں میں طلب پیدا کرنا لوگ دین سے ناواقفیت کی وجہ سے جہنم کی طرف جارہے ہیں ان کا فکر کرنا پوری امت کی ذمہ داری ہے لیکن سب سے زیادہ ذمہ داری علماء پر ہے اس لیئے کہ علماء انبیاء علیہم سلام کے وارث ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے :

(۹) اَلْعُلَمَآءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَآءِ وَوَرَثَتِیْ وَوَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ۔

یقیناً علماء کرام زمین پر چراغ ہیں اور انبیاء علیہم سلام کے نائبین ہیں اور میرے وارث ہیں اور انبیآء کے وارث ہیں جو مجھ سے پہلے تھے۔

فائدہ : اس حدیث میں علماء کرام کا میراث ذکر ہے کہ یہ امام الانبیآء صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور جو انبیاء علیہم سلام پہلے آئے تھے ان کے وارث ہیں اور انبیآء علیہم السلام کا کام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر لانا اور اس کے لیے خوب پوری کوشش کرنا یہ انبیاء علیہم سلام کا کام تھا۔

(۱۰) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ لَا یَکُوْنُ عَالِمًا حَتّٰی یَکُوْنَ مُتَعَلِّمًا وَلَا یَکُوْنُ بِالْعِلْمِ عَالِمًا حَتّٰی یَکُوْنَ بِهٖ عَامِلًا۔

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۳۰۵

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہوسکتا جب تک طالب العلم نہ بنے اور اس وقت تک اپنے علم پر عمل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے

علم پر عمل کرنے والا نہ بنے ۔

فائدہ : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی اُس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اس کے طلب میں نہ لگے یعنی علم بغیر محنت اور کوشش کے نہیں ملتا ایک بات مشہور ہے کہ دنیا کے لیے جتنی محنت کرو گے اتنی ہی ملے گی یہ بات غلط ہے اس لیے کہ دنیا تو محنت سے بھی ملتی ہے اور بغیر محنت کے بھی ملتی ہے، مثلاً ایک امیر آدمی مر جائے تو اس کا مال اُس کی اولاد کو بغیر محنت کے ملتا ہے لیکن اگر کسی عالم کا انتقال ہو جائے تو اس کا علم اولاد کو میراث میں بغیر محنت کے نہیں ملتا اس کے لیے اس کو دنیا میں محنت کرنی پڑے گی، دین اور دین کا علم ایک چیز ہے یہ بغیر محنت اور کوشش کے کسی کو بھی نہیں ملتی اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم اُس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے، علم تو عمل کے لیے ہے اگر علم پر عمل نہ ہو تو یہ علم قیامت کے دن عالم پر الزام ہو گا۔

(۱۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَالِمُ عَالِمَانِ عَالِمٌ طَلَبَ بِعِلْمِهِ اللّٰهَ لَمْ يَأْخُذْ عَلَيْهِ طَمَعًا وَلَمْ يَشْتَرِ بِهٖ ثَمَنًا وَعَالِمٌ طَلَبَ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا اشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا بَخِلَ بِهٖ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ يُلْجِمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء دو قسم کے ہیں ایک وہ ہے جو علم کی وجہ سے صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کرے اس پر نہ تو طمع کرے کسی سے نہ دنیاوی کوئی چیز لے اس پر ۔ اور دوسرا عالم وہ ہے جس نے دنیاوی اشیاء لوگوں سے وصول کیں اور اللہ تعالیٰ

القیامۃ بِلجام مِن نار فینادی علیہ ملک مِن الملائکۃِ الاٰن ھذا فلان ابن فلان اٰتاہ اللہ تعالیٰ فِی دار دُنیا عِلماً فاشتری بہ ثمناً و اخذ علیہِ طمعاً فلا یزالُ ینادی علیہِ حتیٰ یفرُغ مِن الناس ثُمّ یصنع اللہ بہٖ ما اَحبّ

کنز العمال جلد ۱۰ صہ ۲۰۴

کے بندوں پر بخل کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم اس کو دیا تو وہ اس نے لوگوں تک نہیں پہنچایا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کے لگام پہنائے گا اور ایک فرشتہ آواز دے گا کہ یقیناً یہ فلاں بن فلاں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں علم دیا تھا اور اس نے اس پر دنیاوی اشیار حاصل کیے اور لوگوں سے طمع کیا اور ہمیشہ یہ آواز دینے والا آواز دے گا حتیٰ کہ لوگ اپنے اپنے حساب سے فارغ ہو جائیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہ کرے گا جو چاہے گا۔

فائدہ ۵ : اِس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جس عالم نے اپنا مقصد نہ پہچانا اس کو قیامت کے دن آگ کے لگام پہنائے جائینگے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں علم دیا تھا اور اس نے اس پر دنیاوی چیزیں حاصل کیں اور یہ آواز ہمیشہ ہوگا حتیٰ کہ تمام لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں۔

(۱۲) عن علیٍ رضی اللہ عنہ قال قال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہِ وسلّم مَن ازداد عِلماً ولم یزدد فِی الدُنیا زُھداً لم یزدد من اللہ اِلّا بُعداً   کنز العمال جلد ۱۰ صہ ۱۹۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمادے اور اس نے اپنے علم کی وجہ سے زھد یعنی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا

کو زیادہ نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے قربت یعنی قریب ہونے کے بجائے دوری حاصل کی۔

(۱۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ ثَابِتٌ فِی الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ فِی اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ۔

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۸۳

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ علم ہے جس کا اثر دل پر ہوتا ہے یہ ہے نفع والا علم۔ اور ایک ہے وہ علم جو صرف زبان پر ہوتا ہے یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر حجت۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ ہے جو دل پر اثر انداز ہو، اور ایک وہ ہے جو زبان پر ہوتا ہے آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ زبان سے علم اور دل سے جہل، اللہ تعالیٰ کی معرفت سے جاہل، یہ ایسا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر حجت ہے۔

(۱۴) عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا ثُمَّ کَتَمَہٗ اَلْجَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ۔

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۱۷

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم حاصل کیا پھر اس کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے لگام پہنائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں حق بات کو چھپانے پر جو وعید ذکر ہے

وہ ہر بات کو چھپانے پر نہیں بلکہ بعض اوقات کسی مصلحت کی بنیاد پر کسی بات کو چھپانے میں خیر ہوتی ہے عالم پر لازم ہے کہ اگر میں اس بات کو بیان کروں تو اس سے کسی کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔ اگر بیان کرنے سے فائدہ ہو تو بیان کرے اور اگر اس میں کوئی فائدہ نہیں تو بیان نہ کرنے میں خیر ہوتا ہے۔

اس حدیث میں جو وعید ذکر ہے وہ تو اس بات پر ہے جس میں عام انسانوں کے لیے خیر ہو اور وہ بات عالم اس لیے چھپائے کہ اس سے اس عالم کی دنیاوی نفع میں نقصان ہوگا۔ میرے خیال میں تو اس وقت ہر عالم پر فرض ہے کہ تمام کوششوں کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش کرے کہ انسانوں کے دلوں سے مال اور دولت کی محبت نکال کر اعمالِ صالحہ کی محبت پیدا کرے اور دنیا سے آخرت کی طرف اور غیر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ انبیاء علیہم سلام کا طریقہ تھا اور علماء کرام انبیاء علیہ سلام کے وارث ہیں اور اگر خدانخواستہ علماء نے اس محنت کو چھوڑ دیا تو یہ وعید انہی علماء کے لیے ہے۔

(۱۵) عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ فَلْيَنْشُرْهُ فَإِنَّ كَاتِمَ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۱۶

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ بدعت میں مبتلا ہوں اور اس اُمت کے آخر لوگ پہلے لوگوں یعنی صحابہؓ پر لعنت کریں تو اس وقت اُن لوگوں پر لازم ہے جن کے پاس علم ہو کہ لوگوں میں علم کو پھیلائے یقیناً علم کو چھپانا اس وقت

ین ایسا ہے جیسا کہ اس نے وہ چھپایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

اور ایک روایت میں ہے۔

(۱۶) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِلْمٌ فَلْيُظْهِرْهُ فَاِنَّ كَاتِمَ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۱۶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اس امت کے آخر لوگ اس امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اپنے علم کو پھیلائیں یقیناً اس وقت میں دین کا چھپانا ایسا ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا

فائدہ: اِن احادیث میں صاف طور پر بیان فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دیا ہو اور وہ اس کو چھپائیں اور لوگوں میں نہ پھیلائیں تو اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور جس نے علم دین کو چھپایا تو اس نے یقیناً وہ چھپایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس وقت میں خاص کر لوگوں کو جو حق بیان کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اس امت کو اپنا مقصد بیان کرنا ہے اور سمجھانا ہے کہ ہر چیز ایک مقصد کے لیے ہوتی ہے، اس اُمت کا مقصد صرف زمینداری اور دوکانداری، ملازمت اور بیوی بچوں کا پالنا نہیں بلکہ دین پر عمل کرنا ہے اور دین کی اشاعت اور تبلیغ ہے اس اُمت کے ہر فرد مسلمان پر تین چیزیں فرض ہیں۔ دین کو سیکھنا، دین پر عمل کرنا اور دین کو انسانوں میں پھیلانا یہ کام ہر انسان کا اوّلین فریضہ ہے۔

عام اُمت اس فریضے سے غفلت میں بہت دور پڑی ہوئی ہے۔ اگر علماء کرام لوگوں کو قرآن و حدیث سے ان کے کام اور مقصد کی طرف نہ بلائیں اور نہ سمجھائیں تو یقیناً یہ وہ سب کچھ چھپا رہے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوا ہے اِس سے پہلے حدیث میں ارشاد ہے کہ جب لوگوں میں بدعات یعنی وہ طریقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نہ کیا ہو، نہ صحابہ نے کیا ہو اور نہ اس کے بعد علماء حق اس پر راضی ہوں تو اس وقت میں علماء پر فرض ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کریں اور اگر نہ کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ مجالس الابرار صفحہ نمبر ۸۰ میں ایک روایت ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آخر زمانہ میں مکاروں اور دغابازوں کی ایک جماعت علماء کی صورت میں پیدا ہوگی لوگوں سے کہیں گے کہ ہم علماء اور مشائخ ہیں تم کو دین سکھاتے ہیں اور راہِ حق دکھاتے ہیں حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے اور جھوٹی حدیثیں بیان کریں گے اور نا جائز عقیدے سکھائیں گے اور تمہارے لیے نئے نئے باطل احکام تجویز کریں گے ان سے بچو اور ان کے پاس بھی نہ بیٹھو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں مبتلا کر دیں۔

(۱۷) عَنْ جندب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَ یَنْسٰی نَفْسَہٗ کَمَثَلِ السِّرَاجِ یُضِیْءُ لِلنَّاسِ وَیُحْرِقُ نَفْسَہٗ کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۱۸۷	سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اس عالم کی مثال جو لوگوں کو دین سکھاتے ہیں اور خود اپنے آپ کو بھلا دے اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہو اور خود کو جلاتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو لوگوں کو بیان کرے اور خود اس پر عمل نہ کرتا ہو اس کی مثال چراغ کی طرح ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہو اور خود اپنے آپ کو جلا رہا ہو اسی طرح اگر عالم لوگوں کو بیان کرے، درس دے، تبلیغ کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو جن کے لیے درس دیا اور بیان کیا ان کے لیے تو نفع ہے لیکن خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے خود جل رہا ہے اور ایک روایت مسند فردوس جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۷۳ میں اس طرح ہے کہ

(۱۸) اَلْعَالِمُ بِغَیْرِ عَمَلٍ کَالْمِصْبَاحِ یُحْرِقُ نَفْسَہٗ وَیُضِیْءُ لِلنَّاسِ	بے عمل عالم کی مثال چراغ کی طرح ہے کہ لوگوں کو تو روشنی دیتا ہو اور خود جل رہا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم صرف سیکھنا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ہے اور دوسروں تک پہنچانا بھی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں بعض قوموں کی تعریف فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسی قوموں کو تعلیم نہیں دیتیں نہ اُن کو نصیحت کرتی ہیں نہ اُن کو سمجھدار بناتی ہیں نہ ان کو اچھی باتوں کا حکم کرتی ہیں نہ بری باتوں سے روکتی ہیں اور یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسیوں سے نہ علم سیکھتی ہیں نہ سمجھ سیکھتی ہیں نہ نصیحت حاصل کرتی ہیں یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور اُن کو نصیحت کریں اور ان کو سمجھدار بنائیں اور دوسرے لوگ اِن علم والوں سے اُن چیزوں کو حاصل کریں اور اگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قسم میں اُن سب کو دُنیا ہی میں سخت سزا دوں گا آخرت کا قصہ الگ ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ممبر سے نیچے تشریف لائے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا کہ اس سے کون سی قومیں مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَشعری قوم کے لوگ مراد ہیں کہ وہ اہلِ فقہ ہیں اور اُن کے آس پاس کے رہنے والی قومیں جاہل ہیں یہ خبر اَشعری کو پہنچی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بعض قوموں کی تو تعریف فرمائی اور ہم لوگوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاک ارشاد ان کے سامنے فرمایا کہ یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور اُن کو نصیحت کریں اُن کو سمجھدار بنائیں اُن کو اچھی باتوں کا حکم کریں بُری باتوں سے منع کریں اور دوسرے لوگ اُن سے ان چیزوں کو حاصل کریں ورنہ میں دنیا ہی میں ان کو سخت سزا دوں گا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دوسروں کو کس طرح سمجھدار بنائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا وہی حکم ارشاد فرمایا۔ انہوں نے تیسری دفعہ پھر عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال کی مہلت ہمیں دیدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُن کے پڑوسیوں کی تعلیم کے لیے ایک سال کی مہلت دے دی۔ کتاب الترغیب مجمع الزوائد

اس حدیث شریف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سخت عتاب سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو لوگ اہلِ علم ہیں سمجھدار ہیں ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے رہنے والے جاہلوں کو تعلیم دینے کی کوشش کریں ان کا یہ خیال کہ جس کو ضرورت ہو گی خود سیکھے گا کافی نہیں۔ نہ سیکھنے کا مستقل مطالبہ اور مستقل گناہ اُن کے ذمہ ہے لیکن ان کو سکھانے کی ذمہ داری ان عالموں پر بھی ہے کہ

یہ خود اس کی کوشش کریں اس کی تدبیریں کریں کہ وہ علم سیکھیں یہ بھی اپنے علم پر عمل کرنے میں داخل ہے کہ علم کے عمل میں اس کا سکھانا بھی داخل ہے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ قیس کی تعلیم کے لیے بھیجا میں نے جا کر دیکھا کہ وہ وحشی اونٹوں کی طرح سے ہیں اُن کا ہر وقت دھیان اپنے اونٹ اور بکری میں لگا رہتا ہے۔ ان کے سوا کوئی دوسرا فکر ان کو نہیں، ہر وقت بس دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہیں، میں وہاں سے واپس آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے اُن کا حال بیان کر دیا اور دین سے اُن کی غفلت کی خبر سنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمار اس سے زیادہ تعجب کی بات اُس قوم کی حالت پر ہے جو عالم ہونے کے باوجود دین سے ایسے ہی غافل ہوں جیسا کہ یہ غافل ہیں۔

اب ہم اس حدیث پر خوب غور کریں کہ اس وقت غیر علم والوں نے علم والوں سے کیا علم حاصل کیا ہے اور علم والوں نے غیر علم والوں کو کیا سکھایا اور کیا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے ایسی کوشش محنت کرو جیسا کوشش محنت کرنے کا حق ہے اس وقت کوئی عالم یا غیر عالم یہ کہہ سکتا ہے کہ دین کی محنت اور کوشش کا جو حق تھا وہ میں نے ادا کر دیا۔ ہم سب مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امر ہے کہ دین کی محنت اور خوب کوشش کرو یقیناً اس زمانہ میں بات بالکل اُلٹ ہے ہم لوگوں نے دنیا کے لیے خوب کوشش کی، دن رات دنیا کی فکر میں لگے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے لیے کوشش اور محنت کے لیے فرمایا ہے اور ہم لوگ دنیا کے لیے خوب

محنت اور کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

همّ الدنیا ظلمة فی القلب وهمّ الآخرة نور فی القلب۔

یعنی دنیا کا غم اور فکر دل میں ظلمت ہے اور آخرت کا غم و فکر دل میں نور ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے ؛

(١٩) من اصبح وهو یشکو ضیق المعاش فکانما یشکو ربه ومن اصبح لامور الدنیا حزینا فقد اصبح ساخطا علی اللہ ومن تواضع لغنی لغناه فقد ذهب ثلثا دینه

(منبهات ابن حجر)

جس نے صبح کیا اور اس نے روزی کی تنگی کی شکایت کی تو یہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رب کی شکایت کی اور جس نے صبح کیا دنیا کے غم کے ساتھ تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ساتھ صبح کیا اور جس نے مالدار آدمی کی مالداری کی وجہ سے عزت و تواضع کی تو اس کے تین حصوں میں سے دو حصے دین نکل گیا۔

حافظ ابن حجرؒ نے منبهات ابن حجر میں نقل کیا ہے کہ

(٢٠) ان رجلا من بنی اسرائیل جمع ثمانین تابوتا من العلم ولم ینتفع بعلمه فاوحی اللہ تعالیٰ الی نبیهم ان قل لهذا الجامع لو جمعت کثیرا من العلم لم ینفعك الا ان تعمل بثلثة

بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے اسّی ٨٠ صندوق علم کی کتابوں سے پورا کیا تھا لیکن اپنے علم سے کوئی فائدہ نہیں لیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی علیہ سلام پر وحی بھیجی کہ ان سے کہو یعنی جس نے علم کیا تھا کہ اگر تم اس سے بھی زیادہ علم

أَشْيَاءَ لَا تُحِبَّ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تُصَاحِبِ الشَّيْطٰنَ فَلَيْسَ بِرَفِيْقِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تُؤْذِ أَحَدًا فَلَيْسَ بِحِرْفَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(کتاب منبہات ابن حجر)

جمع کرو تو تم کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا جب تک تین چیزوں پر عمل نہ کرو اول یہ کہ دنیا کے ساتھ محبت نہ کرو اس لیے کہ یہ مومن کا گھر نہیں اور شیطان کا ساتھ نہ دو اس لیے کہ یہ مومن کا دوست نہیں اور کسی کو ضرر نہ پہنچا اس لیے کہ یہ مومن کا کام نہیں ۔

فائدہ: اس روایت میں ارشاد ہے کہ علم زیادہ بھی ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو اس سے فائدہ نہیں جب تک اس پر عمل نہ کیا جاوے ارشاد ہے کہ تین چیزوں پر عمل کرو ایک یہ کہ دنیا کے ساتھ محبت نہ کرو اس لیے کہ یہ مومن کا گھر نہیں یقیناً مومن کا گھر دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں اور شیطان کا ساتھ مت دو اس کے ساتھی مت بنو اس لیے کہ یہ مومن کا دوست نہیں اور کسی کو ضرر نہ پہنچا اس لیے کہ یہ مومن کا کام نہیں ۔

علم عمل کے لیے ہے جس طرح وضو نماز کے لیے ہے اگر کوئی شخص بہت اچھی طرح وضو کرے اور نماز نہ پڑھے تو وضو بے کار ہے اس طرح اگر علم پر عمل نہ ہو تو علم بے کار، وضو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن کسی اور چیز کے لیے یعنی نماز کے لیے اس طرح علم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن عمل کے لیے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے ۔

(۲۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا قُرِضَتْ رُفِقَتْ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَقْرَؤُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۹۵

فرمایا کہ ہم معراج کی رات میں ایک قوم پر آئے جن کی ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جاتے تھے، تو پھر وہ جوڑ دیا جاتا تھا میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہے آپ نے فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو خطبا تھے یعنی علمار بیان کرتے تھے جس پر عمل نہیں کرتے تھے اور وہ پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں سخت وعید ہے کہ آدمی بیان تو کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین پر عمل اور دین کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمادے اور عمل کی توفیق عطا فرمادے آمین!

(۲۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالُوْا بِمَ دَخَلْتُمُ النَّارَ فَاِنَّمَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ بِتَعْلِيْمِكُمْ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا نَأْمُرُ وَلَا نَفْعَلُ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۰۲

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض جنتی لوگ جہنمی لوگوں کو دیکھنے کے لیے جہنم میں جائیں گے تو ان سے کہیں گے کہ تم لوگ جہنم میں کس طرح آئے ہو ہم لوگ تو تمہارے تبلیغ تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے وہ کہیں گے کہ ہم آپ لوگوں کو تو بیان کرتے تھے

اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: جنتی لوگوں کو تو ہر جگہ جانے کی اجازت ہوگی تو بعض دفعہ جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھنے کے لیے جہنم میں جائیں گے تو جہنم میں بعض تو وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں تو لوگوں کو بیان و نصیحت کرتے تھے تو جنتی لوگ ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ تم لوگ تو ہم کو نصیحت کرتے تھے اور آپ لوگوں کی نصیحت کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہوئے ہیں تو وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم لوگ تو آپ کو بیان و نصیحت کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اس لیے اوروں کے ساتھ ساتھ اپنی فکر بھی بہت ضروری ہے۔ ایک روایت یہ ہے۔

(۲۳) یاتی علی الناس زمان القرآن فی واد وھم فی واد غیرہ۔ کنزالعمال جلد ۱۰ صـ ۲۱۱

کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ ایک جگہ پر ہوں گے اور قرآن دوسری وادی یعنی اور جگہ میں ہوگا۔

فائدہ: یعنی قرآن پر عمل نہیں ہوگا قرآن کا جو مقصد ہے وہ نہیں ہوگا ورنہ قرآن تو ان کے پاس ہوگا لیکن عمل نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہوگا کہ قرآن ایک جگہ اور انسان دوسری جگہ۔

(۲۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال اتقوا اللہ یا معشر القراء خذوا طریق من قبلکم فو اللہ لئن استقمتم لقد سبقتم سبقا بعیدا ولئن ترکتموہ یمینا وشمالا لقد ضللتم

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے پڑھانے والوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کی قسم تم صحیح راستہ کو پکڑو ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے تھے تو تم لوگ بہت آگے ہو جاؤ گے اور اگر

ضلالاً بعیداً
کنز العمال جلد ۱۰ صہ ۲۶۲

تم لوگ دائیں بائیں ہو جاؤ گے تو تم گمراہی میں بھی بہت دور چلے جاؤ گے۔

فائدہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ علمأ کا مقام بہت اونچا ہے اگر اپنے مقام کو پہچانیں اپنے مقصد کو پہچانیں اور مقصد معلوم ہے "کہ جس کا وارث اُن کا کام" یعنی انبیاء علیہم السلام کے وارث اور کام بھی اُن ہی کا اپنے کام اور مقصد کو چھوڑ کر کسی دوسرے کام میں لگ جائیں تو پھر لقد ضللتم ضلالاً بعیداً یقیناً گمراہی میں بھی بہت دور ہو جاؤ گے۔ آج بہت سے علمآ ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور طریقے کو چھوڑنے کی وجہ سے اوروں سے زیادہ پریشان کیا گیا یہ اس لیے کہ جاننے والا اور غیر جاننے والا برابر نہیں۔ غیر علمآ ر یعنی عام لوگ تو پریشان ہیں وہ اپنے لیے راستے تلاش کرتے ہیں کہ ہماری پریشانی ختم ہو جائے اور تمام دنیا کے انسانوں کی پریشانی دُور ہو جائے لیکن دین کے بغیر کسی کے بھی مسائل حل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

(۲۵) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیْ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ اِیَّاکُمْ وَالْمُنَافِقَ الْعَلِیْمَ قَالُوْا وَکَیْفَ یَکُوْنُ الْمُنَافِقُ عَلِیْمًا قَالَ یَتَکَلَّمُ بِالْحَقِّ وَیَعْمَلُ بِالْمُنْکَرِ
کنز العمال جلد ۱۰ صہ ۲۶۵

ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا ہے کہ بچو منافق جاننے والوں سے یعنی علمار سے تو لوگوں نے پوچھا کہ منافق عالم، جاننے والا کس طرح ہوتا ہے تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ بات تو حق بیان لیکن عمل بے دینی کے کرے، تو یہ منافق عالم ہے۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے علماء کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جو بیان تو حق کرے اور عمل غیروں کا کرے علم کے ساتھ عمل کی مثال اس طرح ہے جس طرح وضو فرض ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن وضو کا اپنا کوئی مقصد نہیں وضو تو نماز کے لیے ہے اگر نماز پڑھ لی تو وضو کام آیا اور اگر نماز نہیں پڑھی تو وضو بے کار ہے اس طرح علم وضو ہے اور نماز عمل ہے دونوں ضروری اور فرض ہیں

(۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْعَالِمُ یَزُوْرُ الْعُمَّالَ

مسند فردوس جلد ۱ صفحہ ۲۱۵

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب مخلوق میں ناپسند وہ عالم ہے جو حاکموں کے پاس بہت جاتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے ہر وہ عالم مراد نہیں ہے جو حاکموں اور امیروں کو اُن کی اصلاح کے لیے جاتا ہو۔ اس سے وہ مراد ہے جو حاجتوں اور ضرورتوں کو ان سے پوری کرنے کے لیے جاتے ہیں ان کا یہ فعل یقیناً بہت ہی بُرا ہے اس لیے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ حاکم عالم کے پاس آیا کرے اور عالم سے اپنے حکومت کے چلانے کے بارے میں پوچھا کرے کہ حکومت کس طرح چلانا ہے لیکن عذاب تو یہ ہے کہ ہم ان سے اپنے ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ علماء کو تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لینے کا طریقہ معلوم ہے اس لیے اس طریقہ کو اختیار کرنا ہے اور اگر عالم مالک کو چھوڑ کر نوکر اور منشی کے پیچھے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے کتنا ناراض ہوگا اس لیے تو ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب مخلوق میں ناپسند وہ عالم ہے جو حاکموں اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے اپنے حاجات پوری

کرنے کے لیے جاتا ہے۔

(۲۷) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفُقَہَاءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَالَمْ یَدْخُلُوْا فِی الدُّنْیَا وَیَتَّبِعُوا السلطان فاذا فعلوا ذالک فاحذرھم

کنز العمال جلد ۱۰ صـ۱۸۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علمآء رسولوں کے امانت دار ہیں جب تک یہ دنیا میں داخل نہ ہو جائیں اور بادشاہوں اور حاکموں کی تابعداری میں نہ لگ جائیں اگر ایسا ہونے لگے تو ان لوگوں سے بچتے رہو۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ایک طرف تو علمار کے فضائل ہیں اور دوسری طرف وعید ہے سب سے زیادہ زہر ہر آدمی کے لیے خاص کر علما کے لیے مال و دولت اور امامت کے لیے ایک فتنہ ہے اور اس اُمت کا فتنہ مال ہے اس حدیث میں ارشاد ہے کہ عالم کا دنیا میں داخل ہونا ایک ایسا عذاب ہے کہ پھر اس سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۲۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یبغض کل عالم بالدنیا وجاھل بالآخرۃ

کنز العمال جلد ۱۰ صـ۱۸۴

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر اُس عالم پر بہت زیادہ غصہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے جو دنیا کا عالم ہو اور آخرت کا جاہل ہو۔

فائدہ: اس سے ہر وہ عالم مُراد ہے جو علم کے باوجود بھی اپنے مقصد کو نہ پہچانے یعنی عالم کا جو کام ہے وہ کام جو انبیاء علیہم السلام کا تھا انسانوں کو خیر کی

عبادت اور بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی میں لانا باقی دنیا کا کام تو ہر انسان کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض عورتیں بھی کرتی ہیں دُنیا میں تو ایک کام جو سب سے بہتر انسانوں نے کیا وہ دعوت والا کام ہے اور اس حدیث میں علماء کے علاوہ ہر وہ آدمی جو دنیاوی کاموں کا تو علم جانتا ہو اور دین کے بارے میں جاہل ہو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ شخص ہے اور موجودہ وقت میں ہم میں سے ہر ایک دنیاوی کاموں کے اعتبار سے خوب سمجھدار ہے اور اور دین کے بارے میں جاہل ہے۔

(۲۹) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ۔

کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۸۸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دِن اُس عالم کو ہو گا جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا ہو۔

فائدہ: علم صرف سیکھنا نہیں کہ میں عالم ہوں میں نے علم سیکھا ہے بلکہ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے اور انسانوں کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے علم فرض ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن اسکی مثال وضو کی طرح ہے کہ وضو فرض ہے لیکن وضو کا اپنا کوئی مقصد نہیں سوائے نماز کے۔ اگر نماز پڑھ لیا تو مقصد پورا ہو گیا اور اگر نماز نہیں پڑھی تو وضو سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اسی طرح علم سے اُس وقت فائدہ ہو گا جب اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر اللہ نہ کرے اگر ہم نے علم پر عمل نہ کیا تو حدیث میں ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ عذاب

اس عالم کو ہوگا جس نے علم پر عمل نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نفع والا علم عطا فرماوے۔ آمین!

(۳۰) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ازْدَادَ عِلْماً وَلَمْ یَزْدَدْ فِی الدُّنْیَا زُھْدًا لَمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا۔

کنزالعمال جلد ۱۰ ص ۱۹۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو حاصل کیا لیکن دنیا میں زُہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کو زیادہ نہیں کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے قرب کی بجائے دوری حاصل کی.

فائدہ: اس حدیث میں بھی بیان ہے کہ علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا قرب حاصل کرو جب عالم اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ بنائے تو اور کون تعلق بنائے گا. اس لیے امام بخاری نے بخاری شریف میں ارشاد فرمایا.

ان لم یکن الفقہا اولیاء اللہ فی الآخرۃ فما اللہ ولی

اگر علماء دین اولیاء اللہ نہیں ہیں تو آخرت میں کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں.

یعنی عالم باعمل ضرور ولی اللہ ہے اس لیے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

(۳۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَجْلِسُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ حِلَقًا حِلَقًا اِمَامُھُمْ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخیر زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ حلقہ بیٹھیں گے ان کے سامنے دنیا ہوگی

الدنیا فلا تجالسوھم فانہ لیس لله بیھم حاجۃ

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۰۵

یعنی یہ بیٹھنا بھی دنیا کے لیے ہوگا ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو پس اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں کچھ لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ حلقہ بنا کر بیٹھیں گے ان کے سامنے دنیا کی محبت ہوگی ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں یعنی دنیا اتنی زیادہ ہوگی اور دنیا کی محبت اتنی زیادہ ہوگی کہ مسجدوں میں بھی دنیاوی باتیں ہوں گی یا دنیا کمانا مقصد ہوگا ابھی بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو مسجدوں میں اول دین کا بیان اور بعد میں دنیا کے لئے سوال، اول دین کا طالب اور بعد میں دنیا کا طالب، ان لوگوں کا فکر کرنا بھی اب علمار کرام کا فریضہ ہے کہ ان کو سمجھائیں۔

اس دنیا کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بے قیمت ہے: ارشاد ہے کہ اگر پوری دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کفار کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا۔

(۳۲) عن سھل بن سعد رضی الله عنہ قال قال رسول الله صلى الله علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند الله جناح بعوضۃ ما سقی کافر منھا شربۃ

(رواہ احمد مشکوٰۃ)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر پوری دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو ایک کافر کو بھی پانی کا گھونٹ نہ ملتا۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ دنیا کی کوئی قیمت نہیں لیکن اس

دنیا نے عام لوگوں کو تو کیا خاص کر بعض علماء کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ابوامامہ باہلی کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تو شیطان کا لشکر شیطان کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ایسا رسول اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے اب ہم کیا کریں ابلیس نے کہا کیا اس کے امتی دنیا کو دوست رکھتے ہیں یعنی وہ راہب اور تارک الدنیا تو نہیں لشکریوں نے جواب دیا کہ نہیں دنیا دار تو ہیں تو ابلیس نے کہا پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ اگر بت پرست نہیں ہیں تو نہ سہی میں انہیں دُنیا کی محبت میں ایسا پھنساؤں گا کہ جو کچھ لیں حق کے لیے نہ لیں اور جو کچھ دے حق کے لیے نہ دے اور جس چیز سے بچیں حق کے لیے نہ بچیں یعنی ان کا لینا دینا اور بچنا سب کچھ غیر حق کے لیے ہوگا کہ تمام فتنے اور فساد ان تینوں امور کے تابع ہیں۔

کیمیائے سعادت صفحہ ۶۰۱

(۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَكُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُحَدِّثُوْنَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۹

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے میری اُمت میں سے وہ تم لوگوں کو وہ حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء نے پس تم ان لوگوں سے بچو۔

فائدہ: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ سنو جس کو دین کا پتہ نہیں اور بیان کرے کہ یہ حدیث ہے جیسے کہ عوام میں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں کہ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میں ہیں. خاص کر عورتوں میں بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ علماء کو بھی معلوم نہیں اب ان لوگوں کو سمجھانا بھی علماء کرام کا فریضہ ہے۔

(۳۴) عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العالم اذا اراد بعلمه وجه الله عزوجل هابه كل شئ واذا اراد بعلمه ان يكنز به الكنوز هاب من كل شئ ؏

مسند فردوس جلد ۳ صـ۷۱

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم جب اپنے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کر رہا ہو تو ہر چیز اس کی طرف دوڑتی ہے اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ میں خزانہ جمع کر دوں تو اس سے ہر چیز بھاگتی ہے۔

فائدہ : اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اگر عالم نے یہ ارادہ کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہر چیز اس کے لیے تابع کر دیتے ہیں اور ہر چیز جس میں اس کے لیے نفع ہو اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے اور جب عالم نے اپنے مقصد کو نہ پہچانا تو ہر وہ چیز جس میں اس کے لیے نفع ہوگی وہ اس سے بھاگے گی۔ اور یہ اس کے پیچھے بھاگے گا اور اس کی ساری زندگی پریشانی میں گزرے گی اور ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کا بن گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا بن جاتا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ جو عالم حقیقت میں عالم ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ہو تو دنیا اس کے قدموں میں آتی ہے اور جو علم کے باوجود غیروں کے دروں گھروں پر دنیا کے لیے جاتے ہیں تو وہ مالک کے نیچے عام لوگوں سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔

(۴۵) عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِذَا أَتَى عَلَيَّ يَوْمٌ لَا أَزْدَادُ فِيهِ عِلْمًا يُقَرِّبُنِي إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا بُورِكَ لِي فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

مسند فردوس جلد نمبر ا صـ ۳۱۸

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی مجھ پر کوئی دن آتا ہے اور مجھے میرے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو تو اس دن میں میرے لیے خیر نہیں یا اس میں میرے لیے تباہی و ہلاکت ہے۔

بورک اگر بور ہو تو اس کی معنی تباہ کرنے کا ہے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بہت علم دیا تھا اور وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جو دن بھی مجھ پر آیا اور میں اپنے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوں تو اس دن میں میرے لیے خیر نہیں بلکہ ہلاکت ہے اس لیے کہ علم تو اس لیے ہے کہ آدمی اپنے علم کی وجہ سے ہر روز اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرے علم راستہ دکھاتا ہے اور یہ راستہ کامیابی کا ہے علم ایک روشنی ہے اور روشنی میں آدمی ہر چیز کی پہچان کر سکتا ہے۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ علم عمل کو آواز دیتا ہے کہ مجھ پر عمل کرو تو جو کوئی شخص اس پر عمل کرے تو وہ علم باقی رہتا ہے ورنہ وہ بھی چلا جاتا ہے یعنی علم ضائع ہو جاتا ہے۔

فضیلؒ فرماتے ہیں کہ مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے ایک قوم کا سردار جو ذلیل ہو گیا ہو دوسرا وہ غنی جو غنا کے بعد فقیر ہو گیا ہو تیسرا وہ عالم جس پر دنیا کھلی ہو یعنی دنیا کا طالب ہو اور جو دنیا کا طالب ہو گا یہ اُس پر کھلے گی۔

حسنؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت

آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے۔

(۳۶) عَنْ انسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ مَنْ طَالَبَ الدُّنیا بِعَمَلِ الْآخِرَۃِ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْآخِرَۃِ مِن نصیب

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۰۳

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت کے عمل سے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی ارشاد ہے جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت کے عمل سے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ علم اس لیے نہیں ہے کہ اس سے دنیا کمائے بلکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنا ہے اور انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ہے۔

(۳۷) عَنْ انسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّبَانِیَۃُ اَسْرَعُ اِلٰی فَسَقَۃِ حَمَلَۃِ الْقُرْآنِ مِنْہُمْ اِلٰی عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ فَیَقُوْلُوْنَ یُبْدَأُ بِنَا قَبْلَ عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ فَیُقَالُ لَہُمْ لَیْسَ مَنْ یَعْلَمُ کَمَنْ لَا یَعْلَمُ۔

کنز العمال جلد ۱ صـ ۱۹۱

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ زبانیہ یعنی ملائکہ کہ وہ سخت ترین جماعت ایسے لوگوں پر جن کے پاس قرآن کا علم ہو اور فسق میں مبتلا ہو اُن لوگوں سے پہلے جو بتوں کی عبادت کرتے تھے عذاب دیں گے یعنی بے عمل علماء کو کافروں سے پہلے عذاب دیں گے تو یہ لوگ کہیں گے یہ کیا ہوا کہ ہمیں

عذاب کا نزول بت پرستوں سے بھی پہلے ہو رہا ہے ان کو جواب دیا جائے گا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔

فائدہ : زبانیہ فرشتوں کی وہ سخت ترین جماعت ہے جو لوگوں کو جہنم میں مارنے اور پیٹنے پر مامور ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص بھی وعظ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مطالبہ فرمائیں گے کہ اس سے کیا مقصد تھا یعنی اس سے کوئی دنیاوی غرض تھا یا خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا تھا۔

مالک بن دینارؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ مالکؒ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اتنا روتے کہ آواز نہ نکلتی پھر یوں فرماتے کہ تم یوں سمجھتے ہو کہ وعظ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے یعنی میرا دل خوش ہوتا ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس وعظ کا کیا مقصد تھا۔

(۳۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ الْعَمَلِ فَهُوَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ

کنز العمال جلد ۱۰ صـ ۲۰۳

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو طلب کیا یعنی سیکھا غیر عمل کے لیے۔ تو یہ ایسا ہے کہ جیسا اپنے رب سے مزاح کر رہا ہے۔

فائدہ : علم کی مثال وضو کی طرح ہے یعنی وضو نماز کے لیے ہے وضو نماز کے بغیر کوئی چیز نہیں حالانکہ فرض ہے اسی طرح علم فرض ہے لیکن عمل اور تبلیغ کے لیے ہے اگر علم پر عمل اور تبلیغ نہ ہو تو وضو ہے اور نماز نہیں تو اللہ تعالیٰ

ہے دین کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ابلیس بازاروں اور راستوں میں چلے گا علماء کی شکلیں بنا بنا کر اور لوگوں سے کہے گا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی اور یہ بات سنی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر بات میں تحقیق ہو۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

(۳۹) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاتِمُ الْعِلْمِ یَلْعَنُہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الْحُوْتُ فِی الْبَحْرِ وَالطَّیْرُ فِی السَّمَآءِ

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کے چھپانے والے پر لعنت کرتی ہے ہر چیز حتیٰ کہ مچھلی دریا میں اور پرندے آسمان کے درمیان میں۔

(۴۰) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اٰتَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَالِمًا عِلْمًا اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْمِیْثَاقَ اَنْ لَّا یَکْتُمَہٗ

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عالم کو علم نہیں دیا مگر یہ وعدہ لیا ہے کہ اس کو نہ چھپاؤ یعنی علم کو نہ چھپاؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عالم سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اپنے علم کو نہ چھپاؤ اور لوگوں تک پہنچاؤ۔ علم صرف عمل اور تبلیغ کے لیے

ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنا آسان فرمادے۔ آمین!

(۴۱) عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا ثُمَّ كَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۱۷

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم حاصل کیا پھر اس کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کے لگام پہنائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی لکھی ہے اس میں ہر علم کے چھپانے والے مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ علم ہے جس میں انسانوں کا عام فائدہ ہو اور عالم اس کو دنیاوی کاموں میں صرف کرے اور لوگ اس کے علم سے محروم ہو جائیں تو اس کے لیے یہ وعید ہے' علم دین کو انسانوں تک پہنچانا ہے اور جتنا ہو سکے دور سے دور تک اندرون ملک بھی اور اپنی کوشش کے مطابق بیرون ملکوں کے لیے بھی اپنی استعدادیں استعمال کرنے چاہئیں۔

(۴۲) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ وَاِمَامٌ مُّقْسِطٌ۔

(رواہ ترغیب عن الطبرانی)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کو خفیف سمجھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مسلمان' ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا منصف حاکم۔

فائدہ: بعض روایات میں ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ

تین چیزوں کا خوف ہے ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے دوسرا یہ کہ قرآن شریف آپس میں اس قدر عام ہو جائے گا کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے گا حالانکہ اس کے معانی اور مطلب بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا تیسرا یہ کہ علمائے کرام کی حق تلفی کی جائے اور ان کے ساتھ لاپرواہی کا معاملہ کیا جائے گا اس زمانہ میں علمائے کرام اور علوم دینیہ کے متعلق اکثر استعمال کیے جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ان میں سے اکثر الفاظ کو الفاظ کفریہ میں شمار کیا ہے

الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر ان شتم عالماً فقد کفر فتطلق امرأتہ	جس نے عالم دین کی استہزاء دین کی وجہ سے کی تو اس نے کفر کیا اور جس نے گالی دی دین کی وجہ سے تو یقیناً اس نے کفر

کیا اور اس کی بیوی اس پر طلاق ہوئی مگر لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے غافل ہیں شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی جائے بالغرض اگر مان بھی لیا جائے کہ علمائے حقانی کا اس وقت وجود ہی نہیں رہا اور یہ سب جماعتیں جن پر علماء کا اطلاق کیا جاتا ہے علماء سُوء ہی ہیں تب بھی آپ حضرات کو صرف علماء کو علماء سُوء کہنے سے سبکدوشی نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی حالت میں تمام دنیا پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ علماء حقانی کی ایک جماعت پیدا کی جائے ان کو علم سکھایا جائے اس لیے کہ علماء کا وجود فرض کفایہ ہے اگر ایک جماعت اس کے لیے موجود ہے تو یہ فرض سب سے ساقط ہے ورنہ تمام دنیا گنہگار ہے۔ ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ ان علماء کے اختلاف نے عوام کو تباہ و برباد کر دیا ہے ممکن ہے کہ کسی درجہ میں

یہ بات صحیح ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ علماء کا یہ اختلاف آج کا نہیں سو یا پچاس برس کا نہیں خیر القرون بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نعلین بطور علامت کے دے کر اس اعلان کے لیے بھیجتے ہیں کہ جو شخص اس کلمہ کو پڑھے گا لا الٰہ الا اللہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ راستہ میں عمر رضی اللہ عنہ ملتے ہیں اور معاملہ پوچھتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بتاتے ہیں لیکن پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس زور سے ان کے سینہ پر دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا کہ وہ بیچارہ سرینوں کے بل گر پڑتے ہیں مگر نہ کوئی عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف پوسٹر شائع ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ۔ صحابہ کرام میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہا ہیں اور آئمہ اربعہ کے خلاف شاید کوئی جزئی ہو جو مختلف فیہ نہ ہو چار رکعت نماز میں نیت باندھنے سے سلام پھیرنے تک تقریباً دو سو مسئلے آئمہ اربعہ کے یہاں ایسے مختلف فیہ ہیں جو مجھ کوتاہ نظر کی نگاہ سے بھی گزر چکے ہیں اور اس سے ز[illegible]م کتنے ہوں گے مگر کبھی رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ دو تین مسئلوں کے سوا کانوں میں نہ پڑے ہوں گے نہ ان کے لئے اشتہارات و پوسٹر شائع ہوئے ہوں گے نہ جلسے اور مناظرے ہوتے دیکھے ہوں گے راز یہ ہے کہ عوام کے کان ان مسائل سے آشنا نہیں ہیں علماء میں اختلاف رحمت ہے اور یہ بھی امر ہے جب کوئی عالم کسی شرعی دلیل سے کوئی فتویٰ دے گا دوسرے کے نزدیک اگر وہ حجت صحیح نہیں تو وہ شرعاً اختلاف کرنے پر مجبور ہے اگر اختلاف نہ کرے تو مداہن اور عاصی ہے حقیقت یہ ہے کہ لوگ کام نہ کرنے کے لیے اس لچر و پوچ عذر کو حیلہ بتاتے ہیں۔ ورنہ ہمیشہ

ڈاکٹروں اطبا میں اختلاف ہوتا ہے وکلاء کی رائے میں اختلاف ہوتا ہے مگر کوئی شخص علاج کرانا نہیں چھوڑتا مقدمہ لڑانے سے نہیں رُکتا پھر کیا مصیبت ہے کہ دینی اُمور میں اختلافِ علمآء کو حیلہ بنایا جاتا ہے یقیناً سچے عمل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جس عالم کو وہ اچھا سمجھتا ہے متبع سُنت سمجھتا ہے اس کے قول پر عمل کرے اور دوسروں پر لغو حملوں اور طعن سے باز رہیں جس کے ذہن کی رسائی دلائل کے سمجھنے اور ان میں ترجیح دینے تک نہیں اس کا حق نہیں کہ ان میں دخل دے اور بات یہ ہے ہر معروف مقبل نہیں اور مقبل معروف نہیں۔

عَنْ قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ذُکِرَلَنَا اَنَّ فِی التَّوْرٰاۃِ مَکْتُوْبًا ابْنَ آدم یذکرنی وینسانی ویدعوا الیّ ویفرّ منی وباطل ما تذھبون واراد بذالک عزوجل من یأمر بالمعروف وینھی عن المنکر ویترک نفسہ وھو جل وعلا اعلم بذلک

غنیۃ الطالبین

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ تورات میں ہے اے آدم کے بیٹے تم لوگوں کو تو مجھ سے ڈراتے ہو مگر خود مجھے بھول جاتے ہو، لوگوں کو تو میری طرف بُلاتے ہو لیکن خود مجھ سے بھاگ جاتے ہو اس طرح تیرا ڈرانا بے کار ہے اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور اپنے نفس سے بھلا دے اور اللہ عزوجل اس کو خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے تورات میں ارشاد فرمایا کہ اے آدم کی اولاد تم لوگوں کو میری یاد دلاتا ہے یعنی لوگوں کو میرا بیان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے سب کچھ کرنے والا ہے لیکن خود مجھ پہ یقین نہیں کرتے اور لوگوں کو میری طرف بُلاتے

ہو اور خود مجھ سے بھاگ جاتے ہو یعنی تو نے لوگوں کو تو یہ ترغیب دے دی کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بنالو اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم کر لو لیکن خود مجھ سے تعلق نہیں بناتے ہو اور خود مجھ سے لینے والا نہیں بنتے تو اس طرح تیرا ڈرانا بے کار ہے اور تیرے بیانات بے کار ہیں اور تبلیغ بے کار ہے اس لیے ضروری ہے کہ خود مجھے یاد کرو اور مجھ سے ڈرو اور مجھ سے تعلق جوڑ لو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ یُقْضٰی عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اُسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْآنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جن لوگوں کا فیصلہ سنایا جائے گا ان میں سے ایک شہید بھی ہوگا جس کو بلا کر اول اللہ تعالیٰ اپنی اُن نعمتوں کا اظہار فرمائیں گے جو اس پر کی گئیں تھیں وہ اس کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا اس کے بعد سوال کیا جائے گا کہ اس نعمت سے کیا کام لیا وہ کہے گا کہ تیری رضا کے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لیے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں گے سو کہا جا چکا اور جس غرض کے لیے جہاد کیا تھا وہ حاصل ہو چکا اس کے

العلم وعلمته وقرأت فيك القرآن قال كذبت ولكنك تعلمت العلم ليقال إنك عالم وقرأت القرآن ليقال إنك قارئ فقد قيل ثم أمر به فسحب على وجهه حتى أُلقي في النار ورجل وسع الله عليه وأعطاه من أصناف المال كله فأتي به فعرفه نعمه فعرفها قال فما عملت فيها قال ما تركت من سبيل تحب أن ينفق فيها إلا أنفقت فيها لك قال كذبت ولكنك فعلت ليقال هو جواد فقد قيل ثم أمر به فسحب على وجهه ثم ألقي في النار (رواہ مسلم)

بعد اس کو حکم سنا دیا جاوے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرے وہ عالم بھی ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآنِ پاک حاصل کیا اس شخص کو بلا کر اس پر جو انعامات دنیا میں کئے گئے تھے ان کا اظہار کیا جائے گا اور وہ اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے بھی پوچھا جائے گا ان نعمتوں میں کیا کیا کام کیے وہ عرض کرے گا کہ تیری رضا کے لیے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا قرآنِ پاک تیری رضا کے لیے حاصل کیا جواب ملے گا کہ جھوٹ بولتے ہو تو نے علم اس لیے پڑھا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن اس لیے حاصل کیا تھا کہ لوگ قاری کہیں سو کہا جا چکا اور جو غرض پڑھنے پڑھانے کی تھی وہ پوری ہو چکی اس کے بعد اس کو بھی حکم سنایا جائے گا اور وہ بھی منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا تیسرا وہ مالدار بھی ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے رزق کی وسعت عطا فرمائی اور ہر قسم کا مال مرحمت فرمایا بلایا جائے گا اور اس سے بھی نعمتوں کا اظہار اور ان کے اقرار کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان انعامات میں کیا کارگزاری کی ہے وہ عرض

کہے گا کہ کوئی کام خیر کا ایسا نہیں جس میں خرچ کرنا تیری رضا کا سبب ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو ارشاد ہوگا جھوٹ ہے سب اس لیے کیا کہ لوگ سخی کہیں سو کہا جا چکا اس کو بھی حکم کے موافق کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

فائدہ: اعمال میں نیت کا کیا درجہ ہے اور خلوص کی کتنی ضرورت ہے اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ بندہ کتنے بڑے سے بڑا عمل خیر کرے بڑی سے بڑی نیکی کر ڈالے لیکن اگر اس کی نیت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں تو اس کا وہ عمل اور نیکی کسی کام کی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی نیت ہو اور جذبہ اطاعت خلوص سے بھرپور ہو ورنہ جو بھی عمل بغیر اخلاص اور بغیر نیت خیر کے کیا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کو مقبول نہیں بلکہ عذاب کا سبب ہوگا۔

اس حدیث میں عالم، شہید اور مالدار سخی کا بیان ہے اگر ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو تو یہ حشر ہوگا جو اوپر بیان ہوا اس سے پہلے حدیثوں میں جو فضائل ہیں پھر بھی اگر کوئی اپنے مقصد کو نہ پہچانے تو یہ عذاب دیے جائیں گے۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنْ عَالِمٍ اِلَّا وَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَہٗ یَوْمَ اَخَذَ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۳

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا۔

فائدہ: ہر عالم سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ لیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے

انبیاء علیہم السلام سے لیا تھا اور انبیاء علیہم السلام سے دین کی اشاعت اور تبلیغ کا وعدہ لیا تھا اور اسی طرح ہر عالم سے وعدہ لیا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے دین کو انسانوں کی زندگیوں میں لانے کے لیے محنت کریں اور ہر اُمتی کو یہ حکم ہے کہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً۔ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور دین کی اشاعت کرو اور ارشاد ہے میری طرف سے اگر ایک آیت بھی تم کو معلوم ہو تو اور لوگوں تک پہنچا دو اور علماء کرام کو تو پورے قرآن اور حدیثوں کا علم ہے ان کو تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچانا ہے۔ علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور وہ میراث اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچانا یہ ہر ایک نبی کی ذمہ داری تھی اب یہ ذمہ داری ہر ایک عالم کی ہے اور اس کے ساتھ ہر ایک اُمتی پر یہ فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو اپنی زندگیوں میں بھی لائے اور پوری دنیا کے انسانوں میں لانے کے لیے کوشش کریں اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو غیبی رزق عطا فرمائے گا ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَہ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَرَأَیْتُ حَلْقَۃً فَقُلْتُ مَنْ ھٰذِہٖ فَقَالَ حَلْقَۃُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بْنِ جَزْءِ الزُّبَیْدِیِّ صَاحِبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ تَفَقَّہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ھَمَّہٗ	امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے کہ میں مسجد حرام میں داخل ہوا میں نے ایک حلقہ دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ ایک صحابی عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ ہے پس میں آگے بڑھا اور اُن کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے دین کا علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد دینی اور دنیوی کا ذمہ دار

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(مسند ابوحنیفہ)

ہو گیا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

فائدہ: حدیث میں کفاہ اللہ تعالیٰ مُرِمَّتَہٗ اس سے دنیا اور آخرت یعنی دونوں جہان کی ذمہ داری مُراد ہے جس طرح دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے تمام غموں کو ایک غم بنایا یعنی آخرت کا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں اور فکروں کا ذمہ دار ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مسلمان آخرت کو اپنا نصب العین بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی فرما دیتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے اور جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین قرار دیتا ہے تو پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں جتنا حصہ مقدر ہے اس سے زیادہ ملتا ہی نہیں۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی وفات میں بعض نے اختلاف کیا ہے کہ ان کی وفات پچاسی ۸۵ یا اٹھاسی ۸۸ سال کے درمیان میں کسی سال ہوئی تو گویا امام صاحب کی عمر ان کی وفات کے وقت پانچ ۵ سے آٹھ ۸ سال کے درمیان میں تھی اگر ان کا حج ۹۶ھ میں ہوا تو اس حساب سے امام صاحب کی ملاقات عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ مگر برہان الاسلام حسن بن علی بن حسین غزنوی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۹ میں ہوئی لہٰذا اس حقیقت کے پیش نظر ملاقات ممکن ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْعِلْمُ خَزَائِنُ وَمِفْتَاحُهَا السُّؤَالُ فَاسْأَلُوا يَرْحَمْكُمُ اللّٰهُ

كنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۳۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ علم ایک خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے اس لیے علماء سے پوچھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

فائدہ: اس حدیث میں سوال کرنے کا حکم ہے کہ دوسرے سے پوچھو یعنی علماء کرام سے۔ غیر عالم پر تو فرض ہے کہ علماء کرام سے پوچھ کر زندگی گزاریں لیکن ان میں سب کو حکم ہے یعنی عالم بھی بعض مسائل میں کسی دوسرے عالم سے پوچھ لیا کرے۔ علامہ خطیبؒ اور امام سبکیؒ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یوں ہے کہ محدثینؒ کرام کی ایک جماعت تشریف فرما تھی جن میں خصوصیت سے امام یحییٰؒ بن معین ابو خیثمہؒ زہیر بن حربؒ اور خلف بن سالمؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں کہ اتنے میں ایک عورت آئی جو مُردہ عورتوں کو نہلانے والی تھی اس عورت نے دریافت کیا کہ کیا حیض والی عورت مُردہ عورت کو نہلا سکتی ہے یا نہیں۔ پوری جماعت سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اتنے میں امام ابو ثورؒ سامنے سے آئے سب نے کہا کہ یہ مسئلہ اس آنے والے شخص سے دریافت کرو جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں حائضہ عورت مُردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص موقع پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا تھا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بحالت حیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں پانی ڈال کر دھویا کرتی تھی۔ جب اس حالت میں زندہ آدمی کے سر پر پانی ڈالا جا سکتا ہے تو مُردے کو کیوں ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا ہے اور اس کو کیوں غسل نہیں دیا جا سکتا۔ امام ابو ثورؒ کا یہ فتویٰ جب اُن محدثینؒ نے سُنا تو اس حدیث کی اسناد اور طرق کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا کہ یہ روایت فلاں سے بھی ہے اور فلاں سے بھی مروی ہے تو وہ عورت اُن سے مخاطب ہوئی کہ وَاَیْنَ کُنْتُمْ، تم اب تک کہاں تھے۔ بغدادی جلد ۶ صفحہ ۶۷ وطبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ سبکیؒ۔

اس واقعہ سے ایک تو یہ امر ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے جملہ پیش آمدہ مسائل محض طرق

حدیث اور اسانید کو جمع کر لینے ہی سے ہرگز حل نہیں ہوتے اور امام یحییٰؒ بن معین جیسے پختہ کار محدث جیسے اس میدان میں کون بڑھ سکتا ہے مگر وہ اس جماعت کے اندر وہ بھی لاجواب ہو کر رہ گئے اس حدیث اور واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے دین کے بارے میں معلومات ضروری ہیں، بہت سے مسائل اور کام ایسے ہیں کہ ہم لوگوں کو ان کی معلومات نہیں ہیں لیکن ہم نے نہ خود خوب تحقیق کی اور نہ کسی دوسرے عالم سے معلومات کی جیسا کہ اب دعوت تبلیغ کا کام لوگ اس میں وقت دیتے ہیں اور صرف یہ نہیں کہ اس میں عوام غیر علماء جاتے ہیں بلکہ عوام کے علاوہ علماء کرام بھی ہزاروں کی تعداد میں نکلتے ہیں وقت دیتے ہیں بعض سال سال کے لیے اور بعض چلہ کے لیے اور بعض مختلف اوقات کے لیے، ایسے بھی نہیں کہ ان کے سامنے قرآن اور حدیث نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ نکلتے ہیں اور بات تو اصل یہ ہے کہ پوری اُمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کے لیے تیار کرنا علماء کی ذمہ داری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِی الَّذِیْن یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِی	اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما اور وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے۔

اس حدیث میں دعاء فرماتے ہیں اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں کثرت سے نقل کی گئی ہیں اُن میں یہ دعاء بھی بکثرت وارد ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں نے شبِ معراج میں ایک جماعت کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ جہنم کی آگ کی قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ واعظ

ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ زبانیۃ ایسے پڑھے لکھوں کو جو فسق میں مبتلا ہوں کافروں سے بھی پہلے پکڑیں گے وہ کہیں گے یہ کیا ہوا کہ ہماری پکڑ کافروں سے بھی پہلے ہو رہی ہے ان کو جواب دیا جائے گا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے یعنی تم نے جاننے کے باوجود یہ حرکت کی۔ زبانیۃ فرشتوں کی وہ سخت ترین جماعت ہے جو لوگوں کو جہنم میں پھینکنے پر مامور ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض جنتی بعض جہنمی لوگوں کے پاس جا کر کہیں گے کہ تمہیں کیا ہوا تم یہاں پڑے ہو ہم تو تمہاری ہی وجہ سے جنت میں گئے ہیں کہ تم ہی سے ہم نے علم سیکھا تھا وہ جواب دیں گے کہ ہم دوسروں کو تو بتلاتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ مالک بن دینارؒ حسن بصریؒ کے ذریعے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھی وعظ کہتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس سے قیامت کے دن مطالبہ فرمائیں گے کہ اس کا کیا مقصد تھا یعنی اس سے کوئی دنیوی غرض تھی مال و منفعت یا جاہ و شہرت یا خالص اللہ کے واسطے کیا تھا، مالک بن دینار کے شاگرد کہتے ہیں کہ مالکؒ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اتنا روتے کہ آواز نہ نکلتی پھر یوں فرماتے کہ تم یوں سمجھتے ہو کہ وعظ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے یعنی میرا دل خوش ہوتا ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے قیامت کے دن اسی کا سوال ہوگا کہ اس وعظ کا کیا مقصد تھا۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب والا وہ عالم ہے جس کے علم سے اس کو نفع نہ ہو۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ قیس کی تعلیم کے لیے بھیجا میں نے جا کر دیکھا کہ وہ وحشی اونٹوں کی طرح ہیں ان کا ہر وقت دھیان اپنے اونٹ اور بکری میں لگا رہتا ہے ان کے سوا کوئی

دوسرا فکر ہی ان کو نہیں ہر وقت بس دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہیں۔ میں وہاں سے واپس آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کر کے آئے میں نے ان کا حال بیان کر دیا اور ان کی دین سے غفلت کی خبر سنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمار اس سے زیادہ تعجب کی بات اس قوم کی حالت پر ہے جو عالم ہونے کے باوجود (دین سے) ایسے ہی غافل ہوں جیسا کہ یہ غافل ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو مگر اس کی روح بغیر شہادت کے نکلے گی اور آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے تاجر تیرے دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو گئے کتاب لباب الحدیث۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض آدمی جہنم میں ڈالے جائیں گے جن کی بدبو سے اور جہنمی لوگ بھی پریشان ہوں گے وہ لوگ ان سے کہیں گے تمہارا کیا عمل ایسا تھا جس کی یہ نحوست ہے ہمیں اپنی ہی مصیبت جس میں ہم مبتلا تھے کیا کم تھی کہ تمہاری اس بدبو نے اور بھی پریشان کر دیا یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے علم سے نفع نہیں اٹھاتے تھے۔ (ترغیب)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس امت پر زیادہ خوف منافق عالم کا ہے کسی نے پوچھا منافق عالم کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ زبان کا عالم دل اور عمل کا جاہل یعنی تقریر تو بڑی لچھے دار کرے مگر عمل کے نام صفر۔

حسن بصری فرماتے ہیں کہ تو ایسا نہ بن کہ علماء کے علم کا جمع کرنے والا ہو حکیموں کے نادر کلام کا حامل ہو مگر عمل میں احمق بے وقوفوں کی طرح ہو۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ علم عمل کے لیے آواز دیتا ہے جو کوئی شخص

اس پر عمل کرے تو علم باقی رہتا ہے ورنہ وہ بھی چلا جاتا ہے یعنی علم ضائع ہو جاتا ہے
فضیلؒ فرماتے ہیں کہ مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے ایک قوم کا سردار جو ذلیل
ہو گیا ہو، دوسرا وہ غنی جو غنیٰ کے بعد فقیر ہو گیا ہو، تیسرا وہ عالم جس سے دنیا کھیلتی
ہو یعنی دنیا کا طالب ہو اور جو اس کا طالب ہوگا یہ اس سے کھیلے گی۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی
موت آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے : کسی شاعر کا شعر ہے

عَجِبْتُ لِمُبْتَاعِ الضَّلَالَةِ بِالْهُدیٰ ۔۔۔ وَمَنْ یَّشْتَرِیْ دُنْیَاهُ بِالدِّیْنِ أَعْجَبُ
وَأَعْجَبُ مِنْ هٰذَیْنِ مَنْ بَاعَ دِیْنَهٗ ۔۔۔ بِدُنْیَا سِوَاهُ مِنْ ذَیْنِ أَعْجَبُ

ترجمہ : مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو ہدایت کے بدلے گمراہی خریدے اور
اس سے زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو دین کے بدلے دنیا خریدے اور دونوں
سے زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو اپنے دین کو دوسروں کی دنیا کے بدلے فروخت
کردے، یعنی دنیا کا فائدہ تو دوسرے کو ہو اور دین اس کا ضائع اور برباد ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو عالم دنیا دار ہو وہ احوال کے اعتبار
سے جاہل سے زیادہ کمینہ ہے اور عذاب کے اعتبار سے زیادہ سختی میں مبتلا ہوگا
اور کامیاب اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب علماء آخرت ہیں جن کی چند علامتیں یہ ہیں۔

(۱) اپنے علم سے دنیا نہ کماتا ہو عالم کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ دنیا کی حقارت کا اس
کی کمینہ پن کا اس کے مکدر ہونے کا، اس کے جلد ختم ہونے کا اس کو احساس ہو آخرت
کی عظمت اس کا ہمیشہ رہنا اس کی نعمتوں کی عمدگی کا احساس ہو اور یہ بات اچھی
طرح جانتا ہو کہ دنیا اور آخرت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں دو سوکنوں کی طرح
ہیں جو کسی ایک کو راضی کرے گا دوسری خفا ہو جائے گی یہ دونوں ترازو کے دو

پلڑوں کی طرح سے ہیں جونسا ایک پلڑا جھکے گا دوسرا ہلکا ہو جائے گا دونوں میں مشرق و مغرب کا فرق ہے جونسے ایک کے تو قریب ہو گا دوسرے سے دور ہو جائے گا۔ جو شخص دنیا کی حقارت کا اس کے گدھے پن کا اور اس بات کا احساس نہیں کرتا کہ دنیا کی لذتیں دونوں جہان کی تکلیفوں کے ساتھ منضم ہیں۔ وہ فاسد العقل ہے مشاہدہ اور تجربہ ان باتوں کا شاہد ہے کہ دنیا کی لذتوں میں دنیا کی تکلیف بھی ہے اور آخرت کی تکلیف تو ہے ہی پس جس شخص کو عقل ہی نہیں وہ عالم کیسے ہو سکتا ہے بلکہ جو شخص آخرت کی بڑائی اور اُس کے ہمیشہ رہنے کو بھی نہیں جانتا ہے وہ تو کافر ہے ایسا شخص کیسے عالم ہو سکتا ہے جس کو ایمان بھی نصیب نہ ہو اور جو شخص دنیا اور آخرت کا ایک دوسرے کی ضد ہونے کو نہیں جانتا اور دونوں کے درمیان جمع کرنے کی طمع میں ہے وہ ایسی چیز میں طمع کر رہا ہے جو طمع کرنے کی چیز نہیں ہے وہ شخص تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص ان سب چیزوں کے جاننے کے باوجود دنیا کو ترجیح دیتا ہے وہ شیطان کا قیدی ہے جس کو شہوتوں نے ہلاک کر رکھا ہے اور بدبختی اس پر غالب ہے جس کی یہ حالت ہو وہ علماء میں کیسے شمار ہو گا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو عالم دنیا کی خواہش کو میری محبت پر ترجیح دیتا ہے اس کے ساتھ ادنیٰ سے ادنیٰ معاملہ میں یہ کرتا ہوں کہ اپنی مناجات کی لذت سے اس کو محروم کر دیتا ہوں۔

(کہ میری یاد میں میری دعا میں اُس کو لذت نہیں آتی)

اے داؤد علیہ السلام! ایسے عالم کا حال نہ پوچھ جس کو دنیا کا نشہ سوار ہو کہ میری محبت سے تجھ کو دور کر دے ایسے لوگ ڈاکو ہیں اے داؤد جب تو کسی کو میرا طالب دیکھے

تو اس کا خادم بن جا اے داؤد ؑ جو شخص بھاگ کر میری طرف آتا ہے میں اس کو جہبذ یعنی سمجھدار لکھ دیتا ہوں اور جس کو سمجھدار جہبذ لکھ دیتا ہوں اس کو عذاب نہیں کرتا۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم حکمت سے جب دنیا طلب کی جائے تو اس کی رونق جاتی رہتی ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ جب کسی عالم کو دیکھو کہ امراء کے یہاں پڑا رہتا ہے تو اس کو چور سمجھو یعنی جتنی وعیدیں اُوپر دُنیا کے ترجیح دینے کی اور اس کی طلب کی گزری ہیں ان میں صرف مال کمانا ہی داخل نہیں بلکہ جاہ کی طلب مال کی بہ نسبت زیادہ داخل ہے اس لیے کہ جاہ طلبی کا نقصان اور اس کی مضرت مال طلبی سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(۲) دوسری علامت یہ ہے کہ اس کے قول و فعل میں تعارض نہ ہو دوسروں کو خیر کا حکم کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ط کیا غضب ہے کہ دوسروں کو نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت والا کوئی نہ ہوگا جس کی وجہ سے دوسروں نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا وہ تو کامیاب ہو گئے اور یوں وہ خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہا۔

(۳) تیسری علامت یہ ہے کہ ایسے علوم میں مشغول ہو جو آخرت میں کام آنے والے ہوں نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں ایسے علوم سے احتراز کرے جن کا آخرت میں کوئی نفع نہیں ہے یا نفع کم ہے ہم لوگ اپنی نادانی سے ان کو بھی علم کہتے ہیں جس سے صرف دنیا کمانا مقصود ہو حالانکہ وہ

جہل مرکب ہے کہ ایسا شخص اپنے کو پڑھا لکھا سمجھنے لگتا ہے پھر اس کو دین کے علوم سیکھنے کا اہتمام بھی نہیں رہتا جو شخص کچھ بھی پڑھا ہوا نہ ہو وہ کم از کم اپنے آپ کو جاہل تو سمجھتا ہے دین کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش تو کرتا ہے مگر جو اپنی جہالت کے باوجود اپنے کو عالم سمجھنے لگے وہ بڑے نقصان میں ہے۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور بزرگ اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں ان سے ایک مرتبہ شیخ نے دریافت کیا کہ حاتم کتنے دن یا وقت سے تم میرے ساتھ ہو انہوں نے عرض کیا کہ تینتیس ۳۳ سال سے، فرمانے لگے کہ اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا، حاتم نے عرض کیا آٹھ ۸ مسئلے سیکھے ہیں، شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ مسئلے سیکھے میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہو گئی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور صرف آٹھ ہی سیکھے ہیں جھوٹ تو نہیں بول سکتا، شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ وہ آٹھ مسئلے کیا ہیں؟ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

(۱) میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے، بیوی سے، اولاد سے، مال سے، احباب سے وغیرہ وغیرہ لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ قبر میں جاتا ہے تو اس کا محبوب اس سے جدا ہو جاتا ہے اس لیے میں نے نیکیوں سے محبت کر لی تاکہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی ساتھ ہی جاوے اور مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا نہ ہو، شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بہت اچھا کیا۔

(۲) میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن پاک میں دیکھا وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ الاٰیۃ۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے رب کے سامنے آخرت میں کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا، اور نفس کو حرام سے روکا ہو گا تو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔

ہیں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق ہے میں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا
یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

(۳) میں نے دنیا کو دیکھا کہ ہر شخص کے نزدیک جو چیز بہت قیمتی ہوتی ہے بہت
محبوب ہوتی ہے وہ اس کو اٹھا کر بڑی احتیاط کے ساتھ رکھتا ہے اس کی حفاظت
کرتا ہے پھر میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط سورۂ نحل ، (جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ختم ہو جائے گا
خواہ وہ جاتا رہے یا تم مر جاؤ ہر حال میں ختم ہو گیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ
ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے) اس آیت شریفہ کی وجہ سے جو چیز بھی میرے پاس
کبھی بھی ہوئی جس کی مجھے وقعت زیادہ ہوئی وہ پسند زیادہ آئی وہ میں نے اللہ تعالیٰ
کے پاس بھیج دی تاکہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔

(۴) میں نے ساری دنیا کو دیکھا کوئی شخص مال کی طرف اپنی عزت اور بڑائی میں
لوٹتا ہے کوئی نسب کی شرافت کی طرف کوئی اور فخر کی چیزوں کی طرف یعنی ان چیزوں
کی طرف جن چیزوں کے ذریعے اپنے اندر بڑائی پیدا کرتا ہے اور اپنی بڑائی ظاہر کرتا
ہے میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ سورۂ حجرات
اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار
ہے۔ اس بنا پر میں نے تقویٰ اختیار کر لیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف بن
جاؤں۔

(۵) میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں عیب جوئی کرتے
ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور یہ سب کا سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک کو
دوسرے پر حسد آتا ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ

مَعِیْشَتَھُمْ (سورۃ زخرف) دنیوی زندگی میں اُن کی روزی ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور اس تقسیم میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دے رکھی ہے تاکہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے سے کام لیتا رہے، سب کے سب برابر ایک ہی نمونہ کے بن جائیں تو پھر کسی کا کام کیوں کرے کیوں نوکری کرے اور اس سے دنیا کا نظام خراب ہو ہی جائے گا۔ میں نے اس آیت کی وجہ سے حسد کرنا چھوڑ دیا ساری مخلوق سے بے تعلق ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے وہ جس کے حصے میں جتنا آئے لگا دے اس لیے لوگوں کی عداوت چھوڑ دی اور یہ سمجھ لیا کہ کسی کے پاس مال کے زیادہ یا کم ہونے میں اُن کے فعل کو زیادہ دخل نہیں ہے یہ تو مالک الملک کی طرف سے ہے اس لیے اب کسی پر غصہ ہی نہیں آتا۔

(۶) میں نے دنیا میں دیکھا کہ تقریباً ہر شخص کی کسی نہ کسی سے لڑائی ہے کسی نہ کسی سے دشمنی ہے میں نے غور کیا تو دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا ط سورۃ فاطر، شیطان بے شبہ تمہارا دشمن ہے پس اس کے ساتھ دشمنی ہی رکھو، اس کو دوست نہ بناؤ، پس میں نے اپنی دشمنی کے لیے اس کو چن لیا ہے اور اس سے دور رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن ہونے کو فرما دیا تو میں نے اس کے علاوہ سے اپنی دشمنی ہٹالی۔

(۷) میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق روٹی کی طلب میں لگ رہی ہے اس کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے اور ناجائز چیزیں اختیار کرتی رہی ہے پھر میں نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (سورۃ ہود) ترجمہ: اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا

ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو میں نے دیکھا کہ میں بھی انہی زمین پر چلنے والوں میں سے ایک ہوں جن کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے پس میں نے اپنے اوقات ان چیزوں میں مشغول کر لئے جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھی اس سے اپنے اوقات کو فارغ کر لیا۔

(۸) میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کا اعتماد اور بھروسہ کسی خاص ایسی چیز پر ہے جو خود مخلوق ہے کوئی اپنی جائیداد پر بھروسہ کرتا ہے کوئی اپنی تجارت پر اعتماد کرتا ہے کوئی اپنی دستکاری پر نگاہ جمائے ہوئے ہے کوئی اپنے بدن کی صحت اور قوت پر کہ جب چاہے جس طرح چاہے کمالوں گا اور ساری مخلوق ایسی چیزوں پر اعتماد کئے ہوئے ہے جو ان کی طرح خود مخلوق ہیں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط سورۂ طلاق، جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے اس لیے میں نے بس اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر لیا۔ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاتم تمہیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے میں نے انجیل، تورات، زبور اور قرآن کے علوم کو دیکھا ہے سارے خیر کے کام انہی آٹھ مسائل کے اندر پائے پس جو ان آٹھوں پر عمل کر لے اس نے اللہ تعالیٰ کی چاروں کتابوں کے مضامین پر عمل کر لیا اس قسم کے علوم کو علما آخرت ہی پا سکتے ہیں اور دنیادار عالم تو مال اور جاہ کے ہی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ چوتھی علامت آخرت کے علماء کی یہ ہے کہ کھانے پینے کی اور لباس کی عمدگیوں اور بہترائیوں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ان چیزوں میں جتنا کمی کی طرف اس کا میلان بڑھے گا اللہ تعالیٰ شانہ سے اتنا ہی اس کا قرب بڑھتا جائے گا اور علمائے آخرت میں اتنا ہی اس کا درجہ بلند ہوتا جائے گا۔

انہی شیخ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قصہ جس کو شیخ ابو عبداللہ خواص رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موضع رتے میں جو ایک جگہ کا نام ہے گیا تینسو بیس آدمی ہمارے ساتھ تھے ہم حج کے ارادہ سے جارہے تھے سب متوکلین کی جماعت تھی ان لوگوں کے پاس توشہ سامان وغیرہ کچھ نہ تھا۔ رتے میں ایک معمولی خشک مزاج تاجر پر ہمارا گزر ہوا اُس نے سارے قافلہ کی دعوت کی اور ہماری ایک رات کی مہمانی کی۔ دوسرے دن صبح کو وہ میزبان حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا کہ یہاں ایک عالم بیمار ہے مجھے اُن کی عیادت کو اس وقت جانا ہے اگر آپ کی رغبت ہو تو آپ بھی چلیں۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت تو ثواب ہے اور عالم کی تو زیارت بھی عبادت ہے میں ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا۔ یہ بیمار عالم اس موضع کے قاضی شیخ محمد بن مقاتل تھے جب اُن کے مکان پر پہنچے تو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سوچ میں پڑ گئے کہ اللہ اکبر ایک عالم کا مکان اور ایسا اونچا محل غرض ہم نے حاضری کی اجازت مانگی اور جب اندر داخل ہوئے تو وہ اندر سے بھی نہایت خوشنما نہایت وسیع پاکیزہ، ہر جگہ پردے لٹکے ہوئے حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے اور سوچ میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں ہم قاضی صاحب کے قریب پہنچے تو وہ ایک نہایت نرم بستر پر آرام کر رہے تھے ایک غلام اُن کے سرہانے پنکھا جھل رہا تھا وہ تاجر تو سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے اور مزاج پرسی کی۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے رہے قاضی صاحب نے ان کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا آپ کو کچھ کہنا ہے انہوں نے فرمایا ہاں ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ

بیٹھ جائیں غلاموں نے قاضی صاحب کو سہارا دے کر اٹھایا کہ خود اُٹھنا مشکل تھا وہ بیٹھ گئے حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے علم کس سے حاصل کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا معتبر علماء سے۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اُن علماء نے کس سے سیکھا تھا قاضی صاحب نے فرمایا صحابہ کرام رضی عنہم اجمعین سے۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا صحابہ کرام نے کس سے سیکھا تھا قاضی صاحب نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے سیکھا تھا؛ قاضی صاحب نے جواب دیا کہ جبرائیل علیہ سلام سے سیکھا تھا، حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ سلام نے کس سے سیکھا تھا قاضی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے، حاتم رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو علم جبرائیل علیہ سلام نے اللہ تعالیٰ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عطا فرمایا اور صحابہؓ نے معتبر علماء کو اور ان کے ذریعے سے آپ تک پہنچایا اس میں کہیں یہ بھی وارد ہے کہ جس شخص کا جس قدر مکان اُونچا اور بڑا ہوگا اس کا اتنا ہی درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی زیادہ ہوگا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ اُسی علم میں نہیں آیا حاتم رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر یہ نہیں آیا تو پھر اس علم میں کیا آیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس میں یہ ہے کہ جو شخص دنیا سے بے رغبت ہو آخرت میں رغبت رکھتا ہو، فقراء کو محبوب رکھتا ہو اپنی آخرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ بھیجتا رہتا ہو وہ شخص حق تعالیٰ شانہ کے یہاں صاحب [illegible] ہے حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر آپ نے کس کی اتباع اور پیروی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ کرام کی یا متقی علماء کی یا فرعون اور نمرود کی، اے بُرے عالمو! تم جیسوں کو جاہل دنیادار جو دنیا کے اوپر اوندھے گرنے والے ہیں دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ جب عالموں کا یہ حال ہے تو ہم تو ان سے زیادہ بُرے ہوں گے ہی یہ کہہ کر حاتم رحمۃ اللہ علیہ تو واپس

چلے گئے اور قاضی صاحب کے مرض میں اس گفتگو اور نصیحت کی وجہ سے اور بھی زیادہ اضافہ ہوگیا تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو کسی نے حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ طنافسی جو قزوین میں رہتے ہیں، قزوین رَی سے ستائیس[27] فرسخ یعنی اکیاسی[81] میل ہے، وہ اس سے بھی زیادہ رئیسانہ شان سے رہتے ہیں، حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان کو نصیحت کرنے کے ارادہ سے چل دیئے، جب اُن کے پاس پہنچے تو کہا کہ ایک عجمی آدمی ہے جو عرب کا رہنے والا نہیں ہے آپ سے یہ چاہتا ہے کہ آپ اس کو دین کو بالکل ابتدا سے یعنی نماز کی کنجی وضو سے تعلیم دیں طنافسی نے کہا بڑے شوق سے یہ کہہ کر طنافسی نے وضو کیا پانی منگایا اور طنافسی نے وضو کر کے بتایا کہ اس طرح وضو کی جاتی ہے حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے بعد کہا کہ میں آپ کے سامنے وضو کر لوں تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے طنافسی وضو کی جگہ سے اُٹھ گئے اور حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھ کر وضو کرنا شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو چار چار مرتبہ دھویا، طنافسی نے کہا کہ یہ اسراف ہے تین تین مرتبہ دھونا چاہیئے، حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا سُبحان اللہ العظیم میرے ایک چلّو پانی میں تو اسراف ہوگیا اور یہ سب کچھ جو ساز و سامان میں تمہارے پاس دیکھ رہا ہوں اس میں اسراف نہ ہوا جب طنافسی کو خیال ہوا کہ ان کا مقصد سیکھنا نہیں تھا بلکہ یہ غرض تھی اس کے بعد جب بغداد پہنچے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے احوال کا علم ہوا تو وہ ان سے ملنے کے لیے تشریف لائے اور اُن سے دریافت فرمایا کہ دنیا سے سلامتی کی کیا تدبیر ہے، حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا سے اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتے جب تک تم میں چار چیزیں نہ ہوں

۱ لوگوں کی جہالت سے درگزر کرتے رہو۔ ۲۔ خود ان کے ساتھ حرکت جہالت کی نہ کرو۔ ۳۔ تمہارے پاس جو چیز ہو ان پر خرچ کرو۔ ۴۔ اُن کے پاس

جو چیز ہو اس کی اُمید نہ رکھو۔ اس کے بعد جب حاتم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کے لوگ خبر سن کر اُن کے پاس ملنے کے لیے جمع ہو گئے انہوں نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے کہنے لگے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محل کون سا ہے میں وہاں جا کر دوگانہ ادا کروں لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو محل نہیں تھا بہت مختصر مکان تھا جو بہت نیچا تھا کہنے لگے کہ صحابہ کرامؓ کے محل کہاں کہاں ہیں مجھے وہی دکھا دو۔ لوگوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ کے بھی محل نہیں تھے اُن کے بھی چھوٹے چھوٹے مکانات زمین سے لگے ہوئے تھے۔ حاتم رحمۃ اللہ نے کہا پھر یہ شہر تو فرعون کا شہر ہے لوگوں نے ان کو پکڑ لیا کہ یہ شخص مدینہ منورہ کی توہین کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کو فرعون کا شہر بتاتا ہے اور پکڑ کر امیر مدینہ کے پاس لے گئے کہ یہ عجمی شخص مدینہ طیبہ کو فرعون کا شہر بتاتا ہے امیر نے اُن سے مطالبہ کیا کہ یہ کیا بات ہے انہوں نے کہا آپ جلدی نہ کریں پوری بات سن لیں میں ایک عجمی آدمی ہوں میں جب اس شہر میں داخل ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کا شہر ہے پھر پورا قصہ اپنے سوال وجواب کا سنا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ سورۃ الاحزاب تم لوگوں کے واسطے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو یعنی کامل مومن ہو غرض ایسے شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے یعنی ہر بات میں دیکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معمول تھا اور اس کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر رکھا ہے یا فرعون کا اس پر لوگوں نے اُن کو چھوڑ دیا۔

یہاں ایک بات یہ قابلِ لحاظ ہے کہ مباح چیزوں کے ساتھ لذت حاصل کرنا یا اُن کی وسعت حرام یا ناجائز نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اُن کی کثرت سے اُن چیزوں کے ساتھ اُنس پیدا ہوتا ہے ان چیزوں کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے اور پھر اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے اور اُن کے فراہم کرنے کے لیے اسباب تلاش کرنا پڑتے ہیں' پیداوار اور آمدنی کے بڑھانے کی فکر ہوتی ہے اور جو شخص روپیہ بڑھانے کی فکر میں لگ جاتا اس کو دین کے بارہ میں مُداہنت بھی کرنی پڑتی ہے اس میں بسا اوقات گناہوں کے مرتکب ہونے کی نوبت بھی آجاتی ہے اگر دنیا میں گھسنے کے بعد اس سے محفوظ رہنا آسان ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہتمام سے دنیا سے بے رغبتی پر تنبیہ نہ فرماتے اور اتنی شدت سے اس سے خود نہ بچتے کہ نقشین کرتہ بھی بدن مبارک پر سے اُتار دیا۔

یحییٰ بن یزیدؒ نوفلی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد لکھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ باریک کپڑا پہنتے ہیں اور پتلی روٹی استعمال کرتے ہیں اور نرم بستر پر آرام کرتے ہیں دربان بھی آپ نے مقرر کر رکھا ہے حالانکہ آپ اُونچے علماء میں ہیں دور دور سے لوگ سفر کر کے آپ کے پاس علم سیکھنے کے لیے آتے ہیں آپ امام ہیں مقتدا ہیں لوگ آپ کا اتباع کرتے ہیں آپ کو بہت احتیاط کرنی چاہیئے محض مخلصانہ طور پر خط لکھ رہا ہوں' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اس خط کی خبر نہیں فقط والسلام۔

امام مالک رحمۃ اللہ نے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ تمہارا خط پہنچا جو میرے لیے نصیحت نامہ اور تنبیہ تھی حق تعالیٰ شانہٗ تقوی کے ساتھ تمہیں منتفع فرمائے اور اس نصیحت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق

علمائے ربانی خوبیوں پر عمل اور برائیوں سے بچنا اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہوتا ہے
جو امور تم نے ذکر کئے یہ صحیح ہیں ایسا ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے،
لیکن یہ سب چیزیں جائز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ
اللهِ الاٰیۃ آپ یہ کہہ دیجئے کہ یہ تبلاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت کپڑوں
وغیرہ کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا اور کھانے پینے کی حلال چیزوں
کو کس نے حرام کیا اس کے بعد تحریر فرمایا کہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ان امور کا اختیار
نہ کرنا اختیار کرنے سے اولیٰ اور بہتر ہے آئندہ بھی اپنے گرامی ناموں سے مجھے مشرف
کرتے رہیں میں بھی خط لکھتا رہوں گا۔ فقط والسلام۔

کتنی لطیف بات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمائی کہ جواز کا فتویٰ
بھی تحریر فرما دیا اور اس کا اقرار بھی فرما لیا کہ واقعی زیادہ بہتر ان امور کا ترک کرنا ہی تھا۔

(۵) پانچویں علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ سلاطین اور حکام سے دُور
رہیں، بلا ضرورت کے اُن کے پاس ہرگز نہ جائیں بلکہ وہ خود بھی آئیں تو ملاقات کم
رکھیں اس لیے کہ اُن کے ساتھ میل جول اُن کی خوشنودی اور رضا جوئی میں تکلف
برتنے سے خالی نہ ہوگا وہ لوگ اکثر ظالم اور ناجائز امور کا ارتکاب کرنے والے ہوتے
ہیں جس پر انکار کرنا ضروری ہے اُن کے ظلم کا اظہار اُن کے ناجائز فعل پر تنبیہ کرنا ضروری
ہے اور اس پر سکوت دین میں مداہنت ہے اور اگر ان کی خوشنودی کے لیے ان کی
تعریف کرنا پڑے تو یہ صریح جھوٹ ہے اُن کے مال کی طرف اگر طبیعت کو میلان ہوا
اور طمع ہوئی تو ناجائز ہے۔ بہر حال ان کا اختلاط بہت سے مفاسد کی کنجی ہے، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جنگل میں رہتا ہے وہ سخت مزاج ہو جاتا ہے
اور جو شکار کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ سب چیزوں سے غافل ہو جاتا ہے اور جو

بادشاہ کے پاس آمد و رفت شروع کر دے وہ فتنہ میں پڑ جاتا ہے، حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو فتنوں کی جگہ کھڑے ہونے سے بچاؤ کسی نے پوچھا کہ فتنوں کی جگہ کون سی ہے فرمایا امراء کے دروازے کہ ان کے پاس جا کر ان کی غلط کاریوں کی تصدیق کرنی پڑتی ہے اور ان کی تعریف میں ایسی باتیں کہنی پڑتی ہیں جو ان میں نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین علماء وہ ہیں جو حکام کے یہاں حاضری دیں اور بہترین حاکم وہ ہیں جو علماء کے یہاں حاضر ہوں۔

(۶) چھٹی علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فتویٰ صادر کرنے میں جلدی نہ کرے مسئلہ بتلانے میں بہت احتیاط کرے حتی الوسع اگر کوئی دوسرا اہل ہو تو اس کے حوالہ کر دے۔ ابن حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض آدمی ایسے جلدی فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ وہ مسئلہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتا تو سارے بدر والوں کو اکٹھا کر کے مشورہ کرتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اتنے جلیل القدر صحابی ہیں کہ دس برس رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے مولانا الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرو، یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مشہور فقہا اور مشہور صوفیا میں ہیں اور تابعی ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ باوجود صحابی ہونے کے ان تابعی کا نام بتلاتے ہیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے۔ حالانکہ وہ مشہور صحابی اور رئیس المفسرین ہیں تو فرماتے کہ جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرو۔ جو اہل فتویٰ ہیں اُن سے دریافت کرو اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو خود بڑے مشہور فقیہہ صحابی ہیں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ تابعی پر حوالہ فرما دیتے۔

(۷) ساتویں علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ اس کو باطنی علم یعنی سلوک

کا اہتمام بہت زیادہ ہو اپنی اصلاحِ باطن اور اصلاحِ قلب میں بہت زیادہ کم کوشش کرنے والا ہو کہ یہ علومِ ظاہر یہ میں بھی ترقی کا ذریعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اُس کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جو اس نے نہیں پڑھی۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں ہے کہ اے بنی اسرائیل تم یہ مت کہو کہ علوم آسمان پر ہیں اُن کو کون اتارے یا وہ زمین کی تہ میں ہیں اُن کو کون اوپر لائے یا وہ سمندروں کے پار ہیں ان پر کون گزرے تاکہ اُن کو لائے، علوم تمہارے دلوں کے اندر ہیں۔ تم میرے سامنے روحانی ہستیوں کے آداب کے ساتھ رہو، صدیقین کے اخلاق اختیار کرو میں تمہارے دلوں میں سے علوم کو ظاہر کردوں گا یہاں تک کہ وہ علوم تم کو گھیر لیں گے اور تم کو ڈھانک لیں گے اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے کہ اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ وہ علوم اور معارف عطا فرماتا ہے کہ کتابوں میں تلاش سے بھی نہیں ملتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی طویل حدیث میں علمائے آخرت کا حال بیان فرمایا ہے جس کو ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح دارالسعادہ میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں ذکر فرمایا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ قلوب بمنزلہ برتن کے ہیں اور بہترین قلوب وہ ہیں جو خیر کو زیادہ سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں علم کا جمع کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تجھ کو حفاظت کرنی پڑے گی علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے، مال کا نفع اس کے زائل ہونے، خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے لیکن علم کا نفع ہمیشہ کے لیے باقی رہتا ہے، عالم کے انتقال سے بھی ختم نہیں ہوتا کہ اس کے ارشادات باقی رہتے ہیں، پھر علی رضی اللہ عنہ نے ایک ٹھنڈا

بھرا اور فرمایا کہ میرے سینے میں علوم ہیں کاش اس کے اہل ملتے مگر میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو دین کے اسباب کو دنیا طلبی میں خرچ کرتے ہیں یا ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو لذتوں میں منہمک ہیں، شہوتوں کی طلب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں یا مال کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں غرض یہ طویل مضمون ہے جس کے چند فقرے یہاں نقل کیے ہیں۔

(۸) آٹھویں علامت یہ ہے کہ اس کا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑھا ہوا ہو اور اس کا بہت زیادہ اہتمام ہو، یقین ہی اصل رأس المال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یقین کو سیکھو اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یقین والوں کے پاس اہتمام سے بیٹھو، ان کا اتباع کرو تاکہ اس کی برکت سے تم میں یقین کی پختگی پیدا ہو۔

(۹) نویں علامت یہ ہے کہ اس کی ہر حرکت و سکون سے اللہ تعالیٰ کا خوف ٹپکتا ہے اس کی عظمت و جلال کا اور ہیبت کا اثر اس شخص کی ہر ادا سے ظاہر ہوتا ہو، اس کے لباس سے، ان کی عادات سے، اس کے بولنے سے، اس کے چپ رہنے سے، حتیٰ کہ ہر حرکت اور سکون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اس کی صورت دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہو سکون و وقار مسکنت تواضع اس کی طبیعت بن گیا ہو، بیہودہ گوئی، لغو کلامی تکلف سے باتیں کرنے سے گریز کرتا ہو کہ یہ چیزیں فخر اور اکڑ کی علامات ہیں اللہ تعالیٰ سے بے خوفی کی دلیل ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ علم سیکھو اور علم کے لیے سکون و وقار سیکھو جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے نہایت تواضع سے رہو، جابر علماء میں سے نہ بنو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین

افراد وہ ہیں جو بہ مجمع میں اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت سے خوش رہتے ہوں اور تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے روتے ہوں اُن کے بدن زمین پر رہتے ہوں اور اُن کے دل آسمان کی طرف لگے رہتے ہوں۔

(۱۰) دسویں علامت یہ ہے کہ اُس کا زیادہ اہتمام ان مسائل سے ہو جو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں، جائز ناجائز سے تعلق رکھتے ہیں فلاں عمل کرنا ضروری فلاں عمل سے بچنا ضروری ہے، اس چیز سے فلاں عمل ضائع ہو جاتا ہے، مثلاً فلاں چیز سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، مسواک کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے علوم سے زیادہ بحث نہ کرتا ہو جو محض دماغی تفریحات اور تفریحات ہوں تاکہ لوگ اس کو محقق سمجھیں، حکیم اور فلاسفر سمجھیں۔

(۱۱) گیارھویں علامت یہ ہے کہ اپنے علوم میں بصیرت کے ساتھ نظر کرنے والا ہو محض لوگوں کی تقلید میں اور اتباع میں ان کا قائل نہ بن جائے، اصل اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی ہے اور اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اتباع ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو دیکھنے والے ہیں اور جب اصلی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے جمع کرنے میں ان پر غور و فکر میں بہت زیادہ اہتمام کرے۔

(۱۲) بارھویں علامت بدعات سے بہت شدت اور اہتمام سے بچتا ہے کسی کام پر آدمیوں کی کثرت کا جمع ہو جانا کوئی معتبر چیز نہیں ہے بلکہ اصل اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا معمول رہا ہے اور اس کے لیے ان حضرات کے معمولات اور احوال کا تلاش کرنا ضروری

ہے ۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ اس وقت خواہشات علم کے تابع ہیں عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ علم خواہشات کے تابع ہوگا یعنی جن چیزوں کو اپنا دل چاہے گا وہی علوم سے ثابت کی جائیں گی ۔ علامہ غزالیؒ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے یعنی اس کے بارے میں کہ علماء کو اپنے محاسبہ کے دن سے خاص طور سے ڈرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا محاسبہ بھی سخت ہے ان کی ذمہ داری بھی بڑھی ہوئی ہے اور قیامت کا دن جس میں یہ محاسبہ ہوگا بڑا سخت دن ہوگا، اللہ تعالیٰ شانہ، محض اپنے فضل و کرم سے اس کی سختی سے محفوظ رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ آج کل ایسے زمانہ میں ہو کہ علماء کی کثرت ہے اور قاریوں کی کمی ہے قرآن پاک کے حدود کی رعایت بہت زیادہ ہے، حروف کی رعایت اتنی نہیں ہے سوال کرنے والے کم ہیں عطا کرنے والے کثرت سے ہیں نمازیں لمبی لمبی پڑھتے ہیں اور "خطبے و وعظ" مختصر مختصر کہتے ہیں اپنے اعمال کو اپنے خواہشات پر مقدم کرتے ہیں لیکن عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں علماء کی قلت ہوگی قراء کی کثرت ہوگی قرآن کے الفاظ کا اہتمام زیادہ ہوگا اس کے احکام کی رعایت بہت کم ہوگی، سوال کرنے والے بہت ہو جائیں گے اور عطاء کرنے والے بہت کم ہوں گے، خطبے اور تقریریں بہت لمبی لمبی ہوں گی نمازیں مختصر ہو جائیں گی، خواہشات اعمال پر مقدم ہو جائیں گی (جمع الفوائد)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کا اس وقت کیا حال ہوگا جب نوجوان فاسق بن جائیں گے اور عورتیں سرکش ہو جائیں گی، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ایسا بھی ہو جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہوگا اور اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیک کاموں کا حکم کرنا چھوڑ دو گے اور بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دو گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا بھی ہو جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہوگا اور اس سے بھی سخت ہوگا پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب نیک کاموں کو بُرا سمجھنے لگو گے (جمع الفوائد) یہ آخری جملوں میں جو ارشاد ہے یہ سب سے زیادہ سخت خطرناک ہے اس لیے کہ آدمی کتنا ہی بڑے سے بڑا گناہ کرنے لگے وہ کفر نہیں ہے لیکن اسلام کی کسی معمولی سی چیز کے جس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا ثابت ہو چکا ہو استخفاف یا انکار کرنے سے اسلام ہی باقی نہیں رہتا وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے اور اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ دین کو بے دینی اور بے دینی کو دین سمجھیں گے اس سے اور کیا خطرناک وقت ہوگا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میری اُمت اپنے علماء سے بُغض رکھنے لگے گی اور بازاروں کی عمارتوں کو بلند اور غالب کرنے لگے گی اور مال و دولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی یعنی نکاح میں بجائے دین داری اور تقویٰ کے مالدار کو دیکھا جائے گا۔
تو اللہ تعالیٰ چار قسم کے عذاب اس پر مسلط فرما دیں گے قحط سالی ہو جائے گی۔ بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے حکام خیانت کرنے لگیں گے اور دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے، حالانکہ آجکل ان عذابوں میں سے کون سا نہیں ہے جو اُمت پر مسلط نہیں لیکن وہ اپنی خوشی سے ان کے اسباب کو اختیار

کریں تو پھر شکایت کیا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ نیک اعمال میں جلدی کرو مبادا وہ وقت آجائے جس میں ایسے فتنے واقع ہوں جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں کہ حق ناحق کا پہچاننا مشکل ہو جائے ان میں صبح کو آدمی مسلمان ہوگا شام کو کافر ہوگا، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر ہوگا، معمولی سی دنیوی نفع کے عوض دین کو فروخت کردیگا (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک فتنہ ایسا آنے والا ہے کہ ہر طرف سے جہنم کی طرف لے جانے والے بُلا رہے ہوں گے (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب ایسے سخت پریشان کن فتنے ہوں گے جیسا اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح کو آدمی ان میں مسلمان ہوگا شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر" ان میں بیٹھنے والا آدمی کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اس وقت اپنے گھر دل کی ٹاٹ بن جانا یعنی ٹاٹ کی طرح گھر کے ایک کونے میں پڑے رہنا۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک ایسا سیاہ فتنہ آنے والا ہے جس کے اثر سے اس اُمّت کا کوئی بھی آدمی نہ بچے گا جب یہ سمجھا جائے گا کہ اب ختم ہوگیا پھر کوئی اور شاخ نکل آئے گی صبح کو آدمی اس میں مسلمان ہوگا شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر حتیٰ کہ دو جماعتیں ایسی بن جائیں گی کہ ایک جماعت خالص مسلمانوں کی جن میں ذرا بھی نفاق نہ ہوگا، ایک خالص منافقوں کی جن میں ذرا بھی ایمان نہ ہوگا اس وقت دجّال کا ظہور ہوگا (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام میں فوجوں کی فوجیں داخل ہو رہی ہیں لیکن ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس طرح فوجوں کی فوجیں

اسلام سے خارج ہونے لگیں گی (درمنثور بروایۃ الحاکم) مجمع الزوائد)

آخر یہ کفر کی ارزانی مولویوں کی پیدا کی ہوئی تو نہیں ہے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ارشاد فرما گئے ایسی صورت وحالات میں کیا یہ ضروری نہیں کہ دین کے باب میں نہایت احتیاط سے کام لیا جائے محض یہ کہہ دینے سے کہ فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے اس لیے اب کسی کا بھی اعتبار نہیں ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس صورت میں ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ اس حالت میں خود اپنے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جن وجوہ سے ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر کہتی ہے ان وجوہ کو علماء دین سے تحقیق کر کے کہ ان امور سے کفر واقع ہو جاتا ہے یا نہیں اگر کفر واقع ہو جاتا ہے تو ان سے اپنے کو اور دوسروں کو بچانا خود اپنی ذمہ داری بن جاتی ہے صرف کوئی مزاحیہ فقرہ کہہ دینے سے یا اس بات کے کہہ دینے سے کہ آج کل کفر بہت سستا ہے خلاصی نہیں ہوتی تو یہ کافی نہیں بلکہ اور بھی زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کہ لوگ بھی اور خود بھی کفر کے کاموں سے بچے۔

لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ عَامٌ وَّلَا يَوْمٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ

(کذا فی الجامع الصغیر بروایۃ احمد و بخاری)

ارشاد ہے کہ تم پر کوئی سال اور کوئی دن ایسا نہیں آئے گا جس سے بعد والا سال اور دن اس سے زیادہ برا نہ ہو یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علقمہ نقل کرتے ہیں کہ کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا جو علم کے اعتبار سے گزشتہ دن سے کم نہ ہو اور جب علماء نہ رہیں گے اور کوئی نیک باتوں کا حکم کرنے والا اور بری باتوں سے روکنے والا نہ رہے گا تو

اس وقت سب ہی ہلاک ہو جائیں گے ۔ (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ صلحاء ایک ایک ہو کر اُٹھ جائیں گے اور لوگ ایسے رہ جائیں گے جیسے کہ خراب جَو اور خراب کھجور کہ اللہ تعالیٰ کی ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں گے کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے اب ہم سب ان حالتوں میں خوب سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مسلمان اُمتی پر دعوت تبلیغ کا کام فرض ہے اس کے بغیر کسی کو (علماء کرام اور دینی طلباء کے علاوہ) کسی کو نجات نہیں اس میں حصہ نہ لینا دنیا اور آخرت کے نقصانات ہیں۔ ایسے خطرناک حالات میں ہم سب دنیاوی زندگی کی خواہشات کے پیچھے لگے ہیں اس حالات میں دین کے لیے کوشش کرنا اور اس پر مال جان لگانا فرض ہے اور دین پر مال جان کو نہ لگانے کی وجہ سے مسلمانوں پر عجیب عجیب حالات آئیں گے جس کا حال آئے گا۔

مسلمانوں کا رعب اُٹھ جائیگا اور مخالف طاقتیں غالب آجائیں گی۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کفار ممالک اسلامیہ کو ممالک پر قابض ہونے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گے جس طرح دسترخوان پر کھانے کے لیے بُلاتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہوگے لیکن بالکل اس طرح پانی کے بہاؤ کے سامنے خس و خاشاک تمہارے رعب دشمنوں کے دِل سے اُٹھ جائے گا اور تمہارے دل نہایت سست ہو جائیں گے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سستی کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ تم دنیا کو دوست رکھو گے اور ہر ایک

سے ڈر و گے (مشکوٰۃ)

فائدہ: ۔ ناظرین غور فرمائیں کہ صادق مصدوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے مطابق آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات ارشاد فرمائے ہیں قیامت کے متعلق اور عالم آخرت کے سلسلہ میں بیان فرمائی ہیں وہ سب صحیح خبریں ہیں اور آئندہ آنے والے واقعات کی غیبی اطلاعات ہیں جن میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں کیا جا سکتا ان میں سے پہلا یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا وقت آئے گا جبکہ عیسائی بہت سے ملکوں پر قابض ہو جائیں گے ۔ اس وقت شاہ روم اور عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا اور شاہ روم دار الخلافہ کو چھوڑ کر ملکِ شام میں چلا جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فرقہ کی اعانت اور مدد سے اسلامی فوج ایک نہایت ہولناک اور خونریز جنگ کے بعد مخالف فرقہ پر فتح پالے گی دشمن کی اس شکست کے بعد موافق فرقہ میں سے ایک شخص بول اُٹھے گا کہ صلیب غالب ہو گئی اور اس کی برکت سے یہ فتح نصیب ہوئی یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس عیسائی سے مار پیٹ کرے گا. اور کہے گا کہ صلیب نہیں دین اسلام غالب ہوا اور اس وجہ سے فتح حاصل ہوئی بالآخر یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے اور اس طرح فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا ۔ عیسائی ملکِ شام پر قبضہ کر لیں گے اور ان دونوں عیسائی فرقوں میں بھی باہمی صلح ہو جائے گی باقی ماندہ مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے اس وقت عیسائیوں کی حکومت خیبر تک جو مدینہ منورہ کے قریب ہے پھیل جائے گی اب مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی علیہ سلام

کو تلاش کیا جائے کہ ان کے ذریعے سے یہ مصائب دُور ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات ملے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام سید رکھا ہے اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یعنی اس کا نام محمد ہوگا پھر فرمایا کہ وہ اخلاق میں میرے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوگا اور صورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا، یعنی اس کا حلیہ حسن رضی اللہ عنہ کے حلیہ سے ملتا جلتا نہ ہوگا (مشکوٰۃ)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا اس کا چہرہ خوب روشن نورانی ہوگا ناک بلند ہوگی۔

امام مہدی علیہ سلام کا ظہور

امام مہدی علیہ سلام اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس اندیشہ سے کہ لوگ مجھ جیسے ضعیف اور کمزور انسان کو اس عظیم الشان کام کی انجام کے لیے تکلیف دیں گے مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ (ابو داؤد)

اس وقت کے اولیاء کرام اور ابدال عظام آپ کی تلاش میں ہوں گے کہ آپ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے مسلمانوں کی ایک جماعت پہچان کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِىْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اس غیبی آواز کو وہاں کے تمام خاص و عام لوگ سنیں گے (مشکوٰۃ) اس کے بعد

مسلمانوں کو خوب یقین ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ امام مہدی علیہ سلام کے ساتھ مسلمانوں کے کچھ لوگ ہوں گے مختلف جماعتوں سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ اس لڑائی میں عیسائی لوگ اس قدر قتل و غارت ہو جائیں گے کہ ان کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر اور نہایت ذلیل و خوار ہو کر بری طرح بھاگ جائیں گے پھر بھی مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہت سوں کو قتل کر دیں گے اب امام مہدی علیہ سلام اس میدان کے جاں بازوں کو بے انتہا انعام و اکرام سے نوازیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان اور قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فیصدی ایک آدمی بچا ہوگا اس کے بعد امام مہدی علیہ سلام بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہو جائیں گے چاروں طرف اپنی فوج پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے کوچ فرمائیں گے۔ بحیرۂ روم کے کنارہ پر پہنچ کر قبیلہ بنی اسحاق کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لیے جس کو استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے جب یہ شہر کی فصیل کے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کریں گے تو وہ فصیل اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے یکایک گر جائے گا اور مسلمان شہر کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ تمام شر پسندوں اور مفسدوں کا خاتمہ کر کے ملک اور حکومت کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے امام مہدی کی ابتدائی بیعت کے وقت سے اب تک سات سال کا زمانہ گزرے گا (مسلم شریف)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا (مسلم۔ مشکوٰۃ)

فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا جو خوب مال تقسیم کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخر زمانہ میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا جو لوگوں کو مٹھی یا چلو بھر کر مال و دولت دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا جیسا کہ شمار کیا جاتا ہے۔

فائدہ: اس خلیفہ سے مراد امام مہدی علیہ سلام ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْئُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ قَالَ فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَحْمِلَهٗ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام مہدی کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا کہ مجھے کچھ عطا کیجئے مجھے کچھ عطا کیجئے چنانچہ مہدی اس کو دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اتنا دیں گے کہ وہ اپنے کپڑے بھر کر اٹھا سکے اور لے جا سکے۔

امام مہدی علیہ سلام ملک اور حکومت کے انتظام میں مشغول و مصروف ہوں گے اور یہ افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے اس خبر کو سنتے ہی امام مہدی ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور اس کی تحقیق فرمائیں گے معلوم ہوگا کہ یہ افواہ غلط ہے اس کے بعد امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے مگر تھوڑا عرصہ نہیں گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔

خروجِ دجال

دجال قوم یہود سے ہوگا عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا اس کی دائیں آنکھ میں پھولا ہوگا گھونگریلے حبشیوں کی طرح بال ہوں گے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا اور اس کا ظہور عراق و شام کے درمیان ہوگا جہاں وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہاں سے اصفہان جائے گا اور یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) یہودی ہوں گے اور وہیں سے وہ خدائی کا دعویٰ کرکے چاروں طرف فتنہ و فساد برپا کرے گا اور روئے زمین کے اکثر و بیشتر مقامات پر گشت کرکے لوگوں سے خود کو خدا کہلوائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کے لئے اس سے بڑے بڑے خوق عادات ظاہر فرمائے گا۔ اس کی پیشانی پر ک ف ر کفر کافر لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف اہل اسلام کرسکیں گے اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا جس کو وہ جنت سے موسوم کرے گا، اپنے مخالفوں کو آگ میں ڈالے گا اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ درحقیقت باغ کے مثل ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا (بخاری) کوئی فرقہ اس کی خدائی کو تسلیم کرے گا تو اس کے لیے اس کے حکم سے بارش ہوگی اناج بکثرت پیدا ہوگا درخت پھلدار، مویشی موٹے تازے اور دودھ والے ہوجائیں گے اور جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا اس سے وہ اشیائے مذکورہ بند کردے گا اور قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تسبیح و تہلیل کھانے پینے کا کام دے گی (بخاری، مسلم و ابوداؤد) اس کے خروج سے پہلے دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا تیسرے سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا،

زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے (ابوداؤد) بعض آدمیوں سے وہ کہے گا کہ میں تمہارے مردہ باپ کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم میری طاقت وقدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو اس کے بعد وہ شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کی ہم شکل ہو کر نکلو وہ ایسا ہی کریں گے اس کیفیت سے بہت سے ملکوں پر اس کا گزر ہو گا حتیٰ کہ جب وہ سرحد یمن پہنچے گا اور بے دین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تب وہ وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا اور وہاں پر فرشتوں کی حفاظت ہو گی اس لیے وہ مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا (مسلم و بخاری) وہاں سے وہ مدینہ منورہ کا قصد کرے گا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہوں گے لہٰذا مدینہ میں دجال اور اس کی فوج داخل نہ ہو سکے گی (بخاری) اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین ۳ مرتبہ زلزلہ بھی آئے گا جس سے خوفزدہ ہو کر بدعقیدہ اور منافق شہر سے نکل بھاگیں گے اور دجال کے جال میں پھنس جائیں گے اور اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجال سے مناظرہ کرنے نکلیں گے۔ دجال کی فوج کے پاس پہنچ کر دریافت کریں گے کہ دجال کہاں ہے وہ لوگ ان کی گفتگو کو خلاف ادب سمجھ کر ان کو قتل کرنے کا قصد کریں گے مگر بعض ان کو یعنی اپنے ساتھی ان کو اس اقدام سے روکیں گے اور کہیں گے کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا دجال نے کسی کو قتل کرنے سے منع کر دیا ہے وہ لوگ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے دجال اس بزرگ کو اپنے پاس بلائے گا وہ بزرگ دجال کے چہرہ کو دیکھتے ہی فرمائیں گے کہ میں نے پہچان لیا تو وہی دجال ملعون

ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان کی ہے دجّال غصہ میں آکر کہے گا کہ اس شخص کو آرے سے چیر دو' وہ لوگ اس حکم کو سنتے ہی ان کو دو ٹکڑے کر کے دائیں بائیں ڈال دیں گے اس کے بعد دجّال خود ان دونوں کے درمیان سے نکل کر کہے گا کہ اگر اب میں اس کو زندہ کر دوں تو تم لوگ میری خدائی کا پورا یقین کر لو گے تب وہ لوگ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کی خدائی کا یقین کر چکے ہیں اور کوئی شک وشبہ نہیں رکھتے ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو گا' دجّال ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا چنانچہ وہ بزرگ خدائے قدّوس کی حکمت اور ارادہ سے زندہ ہو کر کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجّال ہے جس کی ملعونیت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے' دجّال اپنے معتقدوں کو حکم دے گا کہ ان کو ذبح کر دو وہ لوگ آپ کے گلے پر چھری پھیریں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر اور نقصان نہ ہو گا' دجّال شرمندہ ہو کر اس بزرگ کو اپنی دوزخ میں ڈالدے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں ٹھنڈی اور گلزار ہو جائے گی اس واقعہ کے بعد دجّال کسی کو زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا اس سے پہلے کہ وہ دمشق تک پہنچے امام مہدی علیہ سلام وہاں آچکے ہوں گے اور جنگ کی تیاری اور فوج کی ترتیب وغیرہ مکمل کر چکے ہوں گے جامع مسجد دمشق میں مؤذّن عصر کی آذان دے گا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ سلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے اور امام مہدی علیہ سلام سے ملاقات فرمائیں گے امام مہدی علیہ سلام نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور

فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ امامت فرمائیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ امامت تم کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت و شرف اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے امام مہدی علیہ سلام نماز پڑھائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا کریں گے اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد یعنی اس کہنے کے بعد عیسیٰ علیہ سلام نماز پڑھائیں گے اور امام مہدی علیہ سلام ان کی اقتدا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر عیسیٰ علیہ سلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت رہے گا میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ رات امن و امان کے ساتھ بسر کر کے امام مہدی علیہ سلام اپنی فوج کو لے کر میدان جنگ میں تشریف لائیں گے اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ سلام فرمائیں گے کہ میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون و مردود کے ادھر سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کر دوں پس عیسیٰ علیہ سلام اور اسلامی لشکر دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔ نہایت خوفناک اور گھمسان کی لڑائی ہوگی اس وقت بحکم اللہ عیسیٰ علیہ سلام کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا وہ وہیں نیست و نابود ہو جائے گا (بخاری و مسلم)، دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا آپ اس مردود کا تعاقب کرتے کرتے مقام لُد میں اس کو پکڑیں گے۔ اور اپنے نیزہ سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت اور موت کا اظہار فرمائیں گے، اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی یہودیوں

جو اس کے لشکر میں ہوں گے اس وقت کوئی چیز یہودیوں کو پناہ نہ دے سکے گی یہاں تک کہ اگر بوقت شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں کوئی یہودی پناہ لے گا تو وہ بھی آواز دے گا کہ اے اللہ کے بندے دیکھ اس یہودی کو پکڑ اور قتل کر اللہ تعالیٰ کی زمین پر دجال کا یہ فتنہ اور فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا جن میں سے ایک دن ایک ایک سال ایک ایک مہینہ اور ایک ایک ہفتہ کے برابر ہوگا باقی ایام ایسے ہی ہوں گے جس طرح عام طور سے ہوتے ہیں بعض روایات میں ہے کہ دنوں کی درازی بھی دجال کے استدراج کی وجہ سے ہوگی کیونکہ وہ ملعون آفتاب کی گردش روکنا چاہے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی حسب منشا آفتاب کو روک دے گا صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا تو اس ایک دن کی نماز ایک دن کی پڑھنی چاہیئے۔ یا ایک سال کی آپ نے فرمایا کہ اندازہ کر کے ایک سال کی ہی نماز پڑھنی چاہیئے۔ دجال کے فتنہ کو ختم کرنے کے بعد امام مہدی علیہ سلام اور عیسیٰ علیہ سلام ان مقامات کا دورہ فرمائیں گے جن کو دجال نے خراب کیا ہوگا دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر تسلی دیں گے اور اپنی عنایات عامہ سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ سلام خنزیر کو قتل کرنے کے شکست صلیب اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کے احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی دعوت دیں گے یہ وہ وقت ہوگا جب کہ کوئی کافر بلادِ اسلامیہ میں نہ رہے گا تمام زمین امام مہدی علیہ سلام کے عدل و انصاف سے منور اور روشن ہو جائے گی ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی تمام لوگ عبادت اور اطاعتِ الٰہی

میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے آپ کے خلافت کی کل مدت سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظامات میں آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدل میں اور نواں سال سیدنا عیسیٰ علیہ سلام کی معیت میں گزرے گا اس حساب سے امام مہدی علیہ سلام کی عمر ۴۹ سال ہوگی اس کے بعد امام مہدی علیہ سلام کی وفات ہوجائے گی سیدنا عیسیٰ علیہ سلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد چھوٹے بڑے تمام انتظامات عیسیٰ علیہ سلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔

تمام مخلوق نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں ایسے طاقت ور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی لہٰذا میرے نیک اور خالص بندوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ تاکہ وہ وہاں اپناہ گزین ہوجائیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ سلام کوہِ طور کے قلعہ میں جو اب بھی موجود ہے نزول فرماکر اسباب حرب اور سامانِ رسد مہیا کرنے میں سرگرم ہوں گے۔ کہ قوم یاجوج ماجوج سدِ سکندری کو توڑ کر ٹڈیوں کی طرح چاروں طرف پھیل جائے گی سوائے مضبوط اور مستحکم قلعہ کے کہیں ان سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی۔

خروج یاجوج ماجوج

یاجوج ماجوج یافث ابنِ نوح کی اولاد میں سے ہیں ان کا مستقر انتہاء بلادِ مشرق بیرونِ ہفت اقلیم ہے ان کے شمالی جانب دریائے شور

ہے جس کا پانی انتہائی سردی کی وجہ سے اس قدر غلیظ اور منجمد ہے کہ اس میں جہاز رانی قطعی ناممکن ہے مشرقی اور غربی اطراف میں دیواروں کے دو بڑے پہاڑ ہیں جس کی وجہ سے آمد ورفت کا راستہ مفقود ہے ان دونوں پہاڑ دلے کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یاجوج ماجوج نکل کر ادھر اُدھر کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اس گھاٹی کو ذوالقرنین نے ایک ایسی طریقہ سے دیوار بنائی ہے جس کی بلندی ان دونوں پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہنچتی ہے اور اس کی موٹائی ۶۰ ساٹھ گز کی ہے بند کہا دیا ہے وہ لوگ دن بھر نقب زنی اور اس کے توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ویسا ہی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس دیوار میں ایک سوراخ ہو گیا تھا مگر وہ اتنا نہیں کہ اس میں سے آدمی نکل سکے جب ان کے نکلنے کا وقت آئے گا تب وہ دیوار اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ٹوٹ جائے گی، اور نکل پڑیں گے ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ میں پہنچے گی تو اس کا سب پانی پی کر خشک کر دے گی بحیرۂ طبریہ طبرستان میں ایک مربع چشمہ ہے جو نہایت بڑا اور گہرا ہے جب دوسری جماعت وہاں پہنچے گی تو وہ کہے گی کہ شاید اس جگہ کبھی پانی ہو گا۔ یہ لوگ نکلتے ہی ظلم و قتل غارت گری پر وہ دری طرح طرح کے عذاب دینے اور لوگوں کو قید کرنے میں لگ جائیں گے یہاں تک کہ کہیں گے اب ہم نے زمین والوں کو تو ختم کر دیا چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں چنانچہ آسمان پر تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔

یاجوج ماجوج کے فتنہ کے زمانہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ سلام پر غلہ کی بہت تنگی ہوگی اس کے بعد عیسیٰ علیہ سلام دُعا کے لیے کھڑے ہوں گے آپ کے اصحاب آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر ایک بیماری بھیجے گا جس کو عربی میں نغف کہتے ہیں یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ یا بکری کی ناک اور گردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی دیر میں ہلاک کر دیتا ہے ساری قوم یاجوج ماجوج اس مہلک مرض سے ایک ہی رات میں مر جائے گی سیدنا عیسیٰ علیہ سلام یہ خبر سن کر قلعہ کے اندر سے تفتیش حالات کے لیے چند اشخاص کو روانہ فرمائیں گے جب ان کو معلوم ہوگا کہ سب ہلاک ہوگئے اور ان کی سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو سے لوگوں کا چلنا پھرنا دشوار ہوگیا ہے تو اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دست بہ دُعا ہوں گے تب حق تعالیٰ لمبی گردن اور بڑے بڑے جسم والے جانوروں کو ان پر مسلط کر دے گا وہ جانور کچھ کو تو کھالیں گے اور کچھ کو جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے اور ان کے خون وغیرہ سے زمین کو پاک اور صاف کرنے کی غرض سے بہت زبردست اور بابرکت بارش ہوگی جو متواتر چالیس روز تک رہے گی اس بارش سے پیداوار نہایت بابرکت اور باافراط ہوگی حتیٰ کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے اور بکری کا دودھ ایک کنبے کے لیے کافی ہوگا سب لوگ اس وقت نہایت آسائش اور آرام میں ہوں گے روئے زمین پر سوائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا کینہ حسد اور بغض بالکل باقی نہ رہے گا۔ سب اطاعت اللہ میں مشغول ہوں گے یہاں تک کہ سانپ بچھو اور درندے بھی ان لوگوں کو ایذائیں نہ پہنچائیں گے قوم یاجوج ماجوج کی تلواروں کی تیر اور

کمانیں ایک عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی سات سال تک یہ حالات رہیں گے۔ اس کے بعد خواہشات نفسانی ظہور پذیر ہوں گی یہ جملہ واقعات عیسیٰ علیہ سلام کے عہد میں ہوں گے دنیا میں آپ کا قیام ۴۰ سال رہے گا۔ آپؑ کا نکاح ہوگا اولاد پیدا ہوگی پھر آپ انتقال فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے۔

خلافت جہجاہ

سیدنا عیسیٰ علیہ سلام اپنے بعد ایک شخص جہجاہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے یہ قحطان اور ملک یمن کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت عدل وانصاف کے ساتھ امورِ خلافت کو انجام دیں گے ان کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے ان کے زمانہ میں کفر و جہل کی رسومات عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو جائے گا۔ اور الحاد و زندقہ پھیل جائے گا۔ بخاری مسلم

خسف ہوگا اور دھواں اٹھے گا

اس کفر اور الحاد کے زمانہ میں ایک مکان مشرق اور ایک مغرب میں جہاں منکر تقدیر رہتے ہوں گے دھنس جائے گا انہیں دنوں میں آسمان سے ایک دھواں نمودار ہوگا اور زمین پر چھا جائے گا جس کی وجہ سے لوگ نہایت مضیق اور تنگی میں ہوں گے مومنین کو اس سے زکام سا محسوس ہوگا اور کافر دل کو نہایت تکلیف ہوگی اور بے ہوش ہو جائیں گے کسی کو ایک دن کے بعد کسی کو ۲ دن کے بعد اور کسی کو ۳ تین دن کے بعد ہوش آئے گا۔ یہ دھواں چالیس

روز تک مسلسل رہے گا (مسلم)

مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا

ذی الحجہ کا مہینہ ہوگا یوم نحر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی یہاں تک کہ بچے چلا اٹھیں گے مسافر تنگ دل ہو جائیں گے اور مویشی چراگاہ میں جانے کے لیے شور کریں گے لیکن صبح نہ ہوگی حتیٰ کہ لوگ ہیبت سے بیقرار ہو کر نالہ وزاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے جب اس رات کی درازی تین چار رات کے برابر ہو جائے گی اور مخلوق نہایت بے تاب اور مضطرب ہوگی تب آفتاب تھوڑے سے نور کے ساتھ جس طرح گرہن کے وقت ہوتا ہے مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے گا۔ اور اتنا بلند ہوگا جتنا چاشت کے وقت میں ہوتا ہے پھر غروب ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر حسب دستور قدیم مشرق سے طلوع کیا کرے گا اس واقعہ کے بعد کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی (بخاری مسلم)

دابۃ الارض کا خروج

مغرب سے آفتاب کے طلوع ہونے کے دوسرے روز یہ حادثہ پیش آئے گا کہ مکہ میں کوہ صفہ زلزلہ سے شق ہو جائے گا اور ایک جانور جس کی عجیب و غریب شکل ہوگی باہر آئے گا اور انسانوں سے کلام کرے گا اس جانور کی شکل یہ ہوگی چہرہ انسانوں جیسا پاؤں اونٹ کی طرح گردن گھوڑے جیسی دم چیل کی طرح سینگ بارہ سنگھے کی طرح اور ہاتھ بندر کی طرح ہوں گے نیز یہ جانور فصیح اللسان ہوگا قرآن پاک میں ارشاد ہے وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ

دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ اور جب قیامت کا وقت آجائے ان پر تو ہم ان کے لیے
زمین سے ایک جانور نکالیں گے ایک روایت میں ارشاد ہے تحفۃ الاخیار میں
ہے کہ مکہ میں زمین سے ایک جانور نکلے گا ساٹھ گز لمبا سر اس کا جیسے بیل کا اور
آنکھ جیسے سور کی اور کان جیسے ہاتھی کے، اور سینگ جیسے پہاڑی بکری کے سینہ
جیسے شیر کا اور رنگ جیسے چیتے کا ہاتھ پاؤں جیسے اونٹ کے اس کے پاس
موسیٰ علیہ سلام کا عصا اور سلیمان علیہ سلام کی انگوٹھی ہو گی مسلمان اور کافر کو سونگھ
کر بتلا دے گا اور کہے گا اس کا دین سچا ہے اور اس کا دین جھوٹا ہے (مسلم شرح نووی)
مختلف شہروں میں اس قدر تیز رفتاری سے دورہ کرلے گا، کہ کوئی فرد بشر اس کا
پیچھا نہ کر سکے گا یہ دابۃ ہر شخص پر ایک نشان لگاتا جائے گا اگر وہ شخص ایماندار
تو سیدنا موسیٰ علیہ سلام کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دے گا
جس سے اس کا تمام چہرہ منور ہو جائے گا اور اگر کافر ہو گا تو سیدنا سلیمان علیہ سلام
کی انگوٹھی سے اس کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگاتا جائے گا بس سے اس کا
تمام چہرہ بے رونق ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر ایک دستر خوان پر چند اشخاص
مجتمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر و ایمان میں بخوبی امتیاز ہو سکے گا اس جانور
کا نام دابۃ الارض ہے جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا، مغرب سے
آفتاب کے طلوع اور دابۃ الارض کے ظہور سے نفخ صور تک ایک سو بیس (۱۲۰)
سال کا عرصہ ہو گا۔ ایک سرد ہوا چلے گی جس سے تمام ایمان والے مر جائیں گے۔

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اسی

طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (رواہ مسلم)

حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اس کی وجہ سے ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور برے بدذات لوگ باقی رہ جاویں گے آپس میں جانوروں کی طرح وقت گزاریں گے ان پر قیامت قائم ہوگی۔

حبشہ کے کافروں کا غلبہ

اس کے بعد حبشہ کے کفار کا غلبہ ہوگا اور ملک میں ان کی حکومت ہو جائے گی اور یہ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے اور اس کے نیچے سے خزانے کو نکالیں گے اس وقت ظلم و فساد پھیلے گا چوپایوں کی طرح لوگ گلی کوچہ اور بازاروں میں ماں بہن کے ساتھ جماع کیا کریں گے قرآن مجید کاغذوں سے اٹھ جائے گا کوئی اہلِ ایمان دنیا میں نہ رہے گا اور آپس کے جور و ظلم سے شہر اجڑ جائیں گے قحط اور وبار کا ظہور ہوگا جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا ان حالات کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی جس کی ابتداء نفخ صور سے ہوگی جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ سورۂ زمر آیت ۶۸

اور قیامت کے دن صور میں پھونک ماری جائے گی جس سے تمام آسمان اور

زمین والوں کے ہوش اُڑ جاویں گے پھر زندہ تو مر جاویں گے اور مُردوں کی رُوحیں بے ہوش ہو جاویں گی مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے وہ اس سے بیہوش اور موت سے محفوظ رہے گا، پھر اُس صُور میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی، تو دفعۃً سب کے سب قبروں سے نکل کھڑے ہو جاویں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے۔

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۤءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

اور چمکے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا رکھی جائے گی کتاب اور آیا جائے گا انبیاء علیہم السلام اور گواہوں اور ان میں انصاف سے فیصلہ ہو جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

اور پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اُس نے کیا اور اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں۔

فائدہ : ارشاد ہے کہ ایک دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور اس کی ہیبت ناک آواز سے زمین اور آسمان میں جتنے جاندار ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے اور اس کے اثر سے کوئی نہ بچے گا مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بچا لے، پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگیں گے پھر میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ

کا جلوہ ظاہر ہوگا اور ساری زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور سب کے اعمال ناموں کا دفتر سامنے لاکر رکھ دیا جائے گا انبیاء علیہم سلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے ہر ایک کے معاملہ کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اور ان کے عملوں کا ٹھیک ٹھیک اجر دیا جائے گا کسی پر ظلم نہ ہوگا نہ زیادتی جو جس نے دنیا میں کیا اس کا بھرپور بدلہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کے عملوں کا ذرہ ذرہ پتہ ہے ہر ایک کا پورا پورا حال اسی پر ظاہر ہے وہ ہر ایک کا حساب چکا دے گا اور جو جس جگہ کے لائق ہوگا وہاں پہنچ جائے گا۔

اس آیت میں وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ اس سے مراد یہ ہے کہ میدانِ حشر میں حساب وکتاب کے وقت سب انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے اور شہید سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے مَعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ اس میں سائق اور شہید سے فرشتے مراد ہیں اور ان گواہوں میں اُمتِ محمدیہ بھی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور ان گواہوں میں خود انسان کے اعضاء وجوارح بھی ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ

اس آیت میں صاف ارشاد ہے وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ یہ اُمت اور انسانوں پر گواہ ہوگی اور ہر اُمتی سے اور انسانوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور خاص کر علماء کرام تو انبیاء علیہم سلام کے وارث ہیں اس لیے ان سے تو سب سے زیادہ پوچھ ہوگی ہر عالم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہر انسان کے لیے فکر مند ہو کہ کس طرح اس کو دنیا و آخرت کی کامیابی

ملے گی، اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی پوری پوری کامیابی پورے دین پر عمل کرنے میں رکھی ہے ہر انسان دنیا میں بھی کامیاب ہو موت کے وقت میں بھی کامیاب ہو، قبر میں حشر میں بھی کامیاب ہو جنت میں داخل ہو جائے اور ہمیشہ کے لیے کامیابی ملے، دین کے بغیر دنیاوی چیزوں سے کامیابی ہرگز نہیں ملے گی ایک آدمی اگر وزیر بن گیا تو وزیر تو اس کو کہہ سکتے ہیں لیکن اس کو کامیاب نہیں کہہ سکتے، ایک شخص اگر وزیر اعلیٰ بن گیا تو اس کو وزیر اعلیٰ تو کہہ سکتے ہیں لیکن کامیاب نہیں کہہ سکتے ایک شخص اگر صدر بن گیا تو اس کو صدر تو کہہ سکتے ہیں لیکن اس کو کامیاب نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ اول یہ کامیابی ہے نہیں اور اگر ہے بھی تو کچھ وقت کے لیے ہے اور اگر اور بھی زیادہ مل جائے تو موت پر تو ختم ہی ہو جائے گی جس سے کسی کو بھی انکار نہیں اور دین کی وجہ سے جو کامیابی ملے گی وہ کبھی ختم نہ ہوگی دنیا میں ساتھ ہوگی اور موت کے وقت بھی ساتھ ہوگی قبر میں بھی ساتھ ہوگی اور حشر کے میدان میں بھی ساتھ ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہ سلام کو بھیجا تھا ہر نبی کے ساتھ ایک دین تھا اور ایک دین کی دعوت، دین کی دعوت کی وجہ سے لوگوں کو ہدایت ملتی تھی پھر جب نبی علیہ سلام دنیا سے رخصت ہو جاتا تو کچھ زمانے تک تو لوگوں میں دین باقی رہتا لیکن دین کی محنت نہ کرنے کی وجہ سے پھر لوگوں میں گمراہی پھیلنا شروع ہو جاتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کو مبعوث فرماتا تھا اس طرح سلسلہ جاری تھا کہ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا

کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اُس وقت آپؐ کی عمر شریف چالیس برس تھی پندرہ سال میں مرد بالغ ہوجاتا ہے تو پندرہ سال سے لے کر چالیس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیکن کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت نہیں ملی اگر عبادت سے دین لوگوں میں آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے آتا، آپؐ کی طرح کون عبادت کرسکتا تھا ابوبکر صدیق کان صدیقہ فی الجاھلیہ یہ پہلے سے آپؐ کا دوست تھا لیکن اس کو بھی دعوت کے بغیر ہدایت نہیں ملی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میرے رسول ہیں اور ارشاد فرمایا قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ قم کھڑے ہو جاؤ فَاَنْذِرْ لوگوں کو مجھ سے ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو یعنی عبادت کے ساتھ دعوت تبلیغ بھی شروع کرو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۲۳ سال کے عرصے میں ہزاروں لوگوں کو ہدایت دے دی۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے کے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن تھے وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست بن گئے۔ اور آپس کی دشمنی دعوت کی وجہ سے دوستی میں بدل گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت الی اللہ صرف خود نہیں فرمایا بلکہ ہر مسلمان مرد عورت کو دعوت الی اللہ پر لگایا اور تقریباً ۱۳ سال تک تکلیفوں اور مشقتوں میں گزار دیے مگر اللہ تعالیٰ نے مکہ میں مسلمانوں کو یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مکہ مکرمہ میں ۸۶ سورتیں نازل ہوئیں سورۃ اقراء سے لیکر سورۃ المطففین تک کسی سورۃ میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نہیں فرمایا اے ایمان والو اور جب ہجرت کی اور اپنے گھروں کو چھوڑا اور بیوی بچوں کو چھوڑا تو پھر اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سورۃ بقرہ نازل فرمائی اور اس میں ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

پھر ۲۸ سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں جس میں ۸۸ مرتبہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ صرف دین کی دعوت نہیں اور نہ صرف دین کی دعوت سے ایمان کامل بن جاتا ہے بلکہ دین کی دعوت کے ساتھ ہجرت بھی ہو جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیا صحابہ کرامؓ کی قبریں دین کی اشاعت کے لیے پوری دنیا میں ملتی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے بچے ہمارے بچوں سے زیادہ تھے صحابہ کرامؓ کی بیویاں ہماری بیویوں سے زیادہ تھیں، صحابہ کرامؓ ہم سے کم مال والے تھے، عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں طاعون کی ہوا چلی جس سے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ کے چالیس بیٹے وفات پا چکے تھے اور اسی دن انس بن مالکؓ کے ۸۳ بیٹے وفات پا چکے تھے صحابہ کرامؓ کے لئے بچے اُن کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور پوری دنیا میں دعوت و تبلیغ کے لیے پھیل گئے تھے اب جو بھی مسلمان مرد عورت دین کی اشاعت کے لیے جان مال وقت کو لگائے اور ہجرت کرے تو ان کے لیے بھی یہ ارشاد ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور جو مہاجرین و انصار ایمان لانے میں تمام اُمت سے مقدم ہیں اور جتنے لوگ (اس میں بعد کے لوگ مراد ہیں قیامت تک) بھی اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا کہ جو بھی صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلے گا ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صرف عرب کے لیے نہیں بھیجا بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لیے قیامت تک، اس لیے تو ارشاد فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۝ سورۃ الاعراف ۱۵۸

ترجمہ: کہہ دو اے لوگو! میں تو تم سب کے لیے رسول ہوں اس سے قیامت تک کے لوگ مراد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اول نمبر میں علما کا کام ہے اس لیے تو ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا

یقیناً علمائے کرام انبیاء علیہ سلام کے وارث ہیں اور یقیناً انبیاء علیہ سلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا۔

اور ایک دوسرے روایت میں ارشاد ہے:

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَالِمٍ إِلَّا وَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَهُ يَوْمَ أَخَذَ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ۔

کنز العمال جلد ۱ ص ۱۸۳

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ نے اُن سے وعدہ لیا ہے جس دن انبیاء علیہ سلام سے وعدہ لیا تھا یعنی دین کی اشاعت کی اور ایک دوسرے کی مدد کی۔

تو اس لیے اول یہ کام ہر عالم کا فریضہ اور بعد میں ہر اُمتی کا فریضہ ہے اور نہ صرف یہ کہ مردوں کا بلکہ ہر عورت پر بھی اپنی طاقت کے مطابق یہ ذمہ داری عائد ہے۔

مثال کے طور پر ایک جگہ پر آگ لگی ہوئی ہے اور اس جگہ پہ ایک اندھا ہو اور ایک لنگڑا ہو اور ایک وہ شخص جو صحیح سالم ہو اب آگ کا بجھانا تو ہر ایک

کا فریضہ ہے صحیح سالم آدمی پر سب سے زیادہ ذمہ داری ہے لیکن اندھا اور لنگڑا بھی اس فریضہ سے خارج نہیں ان پر بھی یہ فرض ہے کہ بہ آواز بلند اور لوگوں کو آگ سے خبردار کرے اسی طرح عورتیں بھی بے دینی کی آگ کو بجھادیں اور غیر علماء بھی آج کل بے دینی کی آگ ہر جگہ اور ہر گھر میں لگی ہوئی ہے اور ہر جگہ یہ تین طبقے موجود ہوتے ہیں یعنی علمائے کرام اور مرد اور عورتیں اب یہ تینوں کا فریضہ ہے کہ اس آگ کو بجھادیں ۔ یہ نہیں کہ علماء تو اس آگ کے بجھانے میں لگ جائیں اور مرد عورتیں اس کو دیکھتے رہیں بلکہ یہ تو ہر ایک کا فریضہ ہے کہ آگ کو بجھائے' اللہ تعالیٰ ہمارے سب علماء کرام اور غیر علماء کو دین کی محنت کے لیے احسن طریقہ سے قبول فرمائے ۔

آخر میں میں پھر علماء کرام سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح آپ درس و تدریس کے لئے وقت مقرر کرتے ہیں اسی طرح اس وقت میں سے تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ایک ایک سال کے لیے وقت نکالیں جس طرح آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام اس وقت سال سال کی جماعتوں میں چل رہے ہیں' اور جب تک سال کے لیے موقع نہ ملے تو کم سے کم مقامی گشت اور ہر مہینہ میں ۳، یوم اپنے مقتدیوں کے ساتھ ضرور لگایا کریں ۔ اور مسلمانوں کو یہ دعوت دیں کہ اپنا مال' جان اور وقت دین پر لگائیں ۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اور پوری اُمت کے لیے لوگوں کے لیے اور عورتوں کے لیے یہ کام آسان بھی فرمادے اور قبول بھی فرمادے'

آمین !

ہماری نئی آنے والی کتاب

اس امت کا کام اور مقام

تالیف

مولانا امداد اللہ مدظلہ ابو جعفر حفظہ اللہ
جامع مسجد ابوبکر صدیق سعید آباد چمکنی روڈ پشاور

ناشر

مکتبہ المعارف محلہ جنگی پشاور